

قدح

از ابوزراهد سیدی حسینی قدس سره

سخن قدرین

حصّہ اول - حمد و نعت

از ابو زاهد سیدی حکیم حسینی قدس سرہ

کاتب
سہ اشاعت
بارِ اول
قیمت
ناشر

محمد اکرام الدین خاں عرف شید نواب
۱۹۶۷ء

۵۰۰

ایک روپیہ
ادارہ قدر ادب

جملہ حقوق طباعت بہ حق مصنف محفوظ ہیں

مسئلے کا پتہ
دفتر ادارہ قدر ادب ۲۵-۳-۶۲۷ باغ فریدونجاہ حسینی علم روڈ

مطبوعہ

نیشنل فائن پرنٹنگ پریس چارکمان حیدرآباد۔ اے۔ پی

انتساب

میں اپنے کلام کو جو (۶) حصوں پر مشتمل ہے اپنے اُستادِ محترم
و معظم علامہ سید علی احمد ذبیرک قنوجی علیہ الرحمۃ کے
اسم گرامی سے معنون کرتے ہوئے اس نیا ز میں شانِ
نازِ تلمذ پاتا ہوں۔

فقیر حقیر
قدر عرفی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

انکشاف حقیقت

مجھے قطری طور پر کم سنی ہی سے شعر و سخن کا ذوق تھا چنانچہ فارسی اور اردو کلام سننے کی خاطر میں اکثر قوالی کی محفلوں میں شریک ہوا کرتا تھا۔ خالق کوئین نے اپنے کرم سے مجھے سوزوں طبع پیدا کیا ہے اس لیے (۱۱ سال کی عمر سے میری شاعری کا آغاز ہوا دو سال بعد علامہ حضرت سید علی احمد زیرک قنوجی رحمۃ اللہ علیہ سے شرفِ تلمذ حاصل ہوا اس سے قبل میں نے اپنے کلام کی اصلاح کسی سے بھی حاصل نہیں کی۔ مجھ کو اپنے استاد حضرت زیرک کے شاگرد ہونے پر فخر و ناز ہے۔ شفیق استاد کے عادات و خصائل کو بخوبی دیکھتا رہا اور حضرت کے کردار سے درس حاصل کرتا رہا۔ بھلا تم میں تا حد امکان حضرت زیرک کے اصولوں پر کاربند ہوں۔ میرے استاد میں آل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام خصوصیات بدرجہ اتم موجود تھیں۔ اپنے تلامذہ سے تحفہ یا نذرینا پسند نہیں کرتے تھے بلکہ بوقت ضرورت تلامذہ کی ممکنہ مدد فرماتے شعر و سخن سے متعلق معائب و محاسن کی تفہیم بر محل کرتے تھے تاکہ معائب و محاسن کلام پر حقیقی عبور حاصل ہو جائے مشقِ سخن اور پرگونی کی خاطر ہفتہ میں ایک بار بروز تعطیل حضرت زیرک کے مکان پر حاضر مشاعرہ منعقد کیا جاتا تھا۔ طرح کے لیے کسی استاد کے دیوان سے پیشِ مصرعہ لیا جاتا جس میں قافیہ ردیف موجود ہو۔ اس مشقِ سخن کا وقت صرف ایک گھنٹہ ہوتا تھا۔ تمام شاگردان حضرت زیرک اس ایک گھنٹے میں طبع آزمائی کرتے۔ وقت ختم ہونے پر سب اشعار کے پرچے حاصل کر لئے جلتے اور اسی وقت حضرت زیرک سب

کلام کی اصلاح کر کے واپس کر دیتے۔ اس عمل مستحسن سے ایک سال کے عرصہ میں تلامذہ حضرت زیرکؒ کی پرگوئی کا یہ عالم ہوا کہ وقت مقررہ ایک گھنٹے میں پچیس پینتیس تیس اشعار کہا کرتے تھے۔ حضرت زیرکؒ کی کرم فرمائیاں جو تلامذہ پر تھیں اس کا انجام بھی قابلِ امتیاز برآمد ہوا۔ آج حضرت قبلہؒ کے کثیر تلامذہ خود استاد ہیں جن کے کافی شاگرد موجود ہیں حضرت زیرکؒ کے تلامذہ کا حلقہ نہایت وسیع تھا۔ بہت سے میرے استاد بھائیوں نے داعی اعلیٰ کو لبیک کہہ دیا ہے اور بہت سے تلامذہ ایسے بھی تھے جن کو حضرت اپنے تلامذہ میں شامل نہیں کرتے تھے حالانکہ ان کے کلام کی اصلاح بھی اور دوسرے حضرات کے ساتھ ہوتی رہتی تھی۔ ذیل میں مختصر حضرت زیرکؒ کے تلامذہ کے نام درج کئے جارہے ہیں جن میں اکثر اصحاب حضرت زیرکؒ کے شاگرد ہونے کے ساتھ ساتھ خود بھی نہایت مشہور استاد تھے اور میں جن کے تلامذہ بھی کافی تعداد میں موجود ہیں۔

نام	تخلص	کیفیت
سید ظہیر احمد صاحب فرزند اکبر حضرت زیرکؒ	عقیل قنوجی	موصوف کے تلامذہ سے میں ناواقف ہوں
قبر علی صاحب مرحوم	رخشاں	موصوف کے تلامذہ موجود ہیں
رائے ست گرو پرشاد صاحب آنجنابی	رہبر	موصوف کے کافی تلامذہ ہیں اور بزمِ انجم کے نام سے
سید نجم الدین حسن صاحب مرحوم	انجم	ایک بزم بھی تھی۔ میں ناواقف ہوں
محمد عبدالغفار خاں صاحب مرحوم	فخر	موصوف کے تلامذہ سے میں ناواقف ہوں
میر عباس حسین صاحب رعنوی	راسخ	کے تلامذہ بھی موجود ہیں۔
سید حسین صاحب بخاری مرحوم		سے میں ناواقف ہوں
سید نور اللہ حسینی صاحب افتخاری		” ” ” ”
محبوب علی بیگ صاحب	واصف	” ” ” ”
محمد علی صاحب	جاصل	” ” ” ”
ہدایت علی صاحب	ہادی غیر آتش	” ” ” ”

جن سے میری ذاتی واقفیت نہیں میں اگر اپنے استاد علیہ الرحمہ کے اوصاف حمیدہ و فضاحت
تحریر کروں تو وہ خود ایک مستقل کتاب ہو جائے گی۔ مختصر یہ کہ شرافت نجابت اور انسانیت
کی تمام خوبیاں حضرت زیرکؒ کو قدرت نے اپنے کرم سے عطا فرمائی تھیں۔ حضرت کا نقد کلام
”نصورات زیرکؒ“ کے نام سے طبع ہو چکا ہے۔ دوسرے کلام کے علاوہ شعر و سخن سے متعلق
چند مفید کتابیں بھی حضرت قبلہؒ نے تحریر کی تھیں جو عمر کی یوفائی کے باعث طبع نہ ہو سکیں۔
علامہ حضرت میرزا در علیؒ برتر جاشین حضرت ظہیر دہلوی و یادگار غالب میرے استاد
کے استاد تھے چنانچہ حضرت زیرکؒ کے وصال کے بعد حضرت برترؒ کو میں نے چند غزلیں وغیرہ
دکھائی تھیں کہ حضرت برترؒ بھی جلد تشریف لے گئے۔

شعر و سخن کے لیے علم عروض کا حاصل کرنا بھی نہایت ضروری ہے تاکہ شعر کے وزن
کو معلوم کیا جائے۔ وزن ہی شعر کی صحت کا مدار ہے۔ حضرت زیرکؒ کا عزم تھا کہ جا
مشاعروں کے ساتھ ساتھ عروضی تعلیم بھی اپنے تلامذہ کو دیں لیکن اجل نے اس ارادہ
کو بھی ناتمام رکھا۔ علامہ حضرت سید محمد ضامن صاحب مغفور ضامن کنتوری حمید آباد
کے ممتاز اور مخصوص اساتذہ میں سے تھے جن کو علم عروض میں ماہرانہ دستگاہ حاصل تھی
چنانچہ حضرت نے علم عروض کا نہایت جامع اور مختصر رسالہ بھی تحریر کیا تھا جو طبع
نہ ہو سکا۔ حضرت ضامنؒ کے تلامذہ بھی کثیر تعداد میں تھے اور میں مجھ پر حضرت
ضامنؒ کی خاص نظر عنایت تھی۔ میں نے حضرت ضامنؒ سے صرف علم عروض کی
تعلیم حاصل کی ہے اس طرح میں حضرت ضامنؒ کنتوری کا عروضی شاگرد ہوں۔
میں فقیر ابن فقیر ہوں میرے آبا و اجداد دینی تبلیغ کے خدائے
کے علاوہ تعلیمات عرفانی کے فرائض بھی انجام دیتے رہے ہیں چنانچہ میرے والد بزرگوار
حضرت سید شاہ محمد سلیم حسینی قبلہ علیہ الرحمہ متبحر عالم و اعظ۔ عامل اور سلسلہ
عالیہ قادریہ و چشتیہ کے پیر طریقت تھے حضرت قبلہ کے مریدین و معتقدین حمید آباد
کے علاوہ علاقہ مدراس، بمبئی، بیسور وغیرہ میں بہت ہیں۔ میری تعلیم جامعہ نظامیہ
میں مولوی عالم تک ہوئی جو حمید آباد ہی نہیں ہندوستان کی ممتاز و مسلم دینی درسگاہ ہے۔
جامعہ نظامیہ میں نے منشی فاضل کی سند بھی حاصل کی ہے۔ میں حقائق کو پیش کر رہا ہوں

اس لیے یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ میں پیشہ ور شاعر نہیں ہوں اس لیے شاعری کو اپنے لیے باعث غر و افتخار نہیں سمجھتا میری نسبت جو آل سول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی میرے لیے باعث صدا افتخار و حرمت ہے۔ میری شاعری شوقیہ شاعری ہے۔ غزل یا اور جو کچھ بھی لکھا یا تو محفل شعر میں سنا دیا پھر اپنے مخصوص احباب کے گوش گزار کر دیا بس میرے شوق کی تکمیل ہو چکی۔ میری شاعری کی عمر تھینا دہ سال کی ہو گی اس لیے میرے پاس کلام کا ذخیرہ کافی موجود ہے۔ میرے اکثر احباب تقاضی تھے کہ میں اپنا منتخب کلام کم از کم چھپوا دوں لیکن میری معاشی حالت اس قابل نہیں تھی کہ اس طرف توجہ کرتا۔ ایک باخیر ہستی نے میرے کلام کی طباعت کی جانب توجہ مبذول فرمائی۔ بہ فیض سہستی نام و نمود سے بے نیاز اور علی دنیا کی مہر تابندہ ہے۔ میرے علم کے لبوں پر مہر لگا دی گئی ہے اس لیے میں اس فیض کا جیستی کا نام بتا سکتا ہوں نہ پتہ لیکن کریم کار ساز کے کرم سے میرا ضمیر اس کرم گستر کا منت کش۔ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اور زبان دل مصروف دعا ہے رہے گی۔ اس زمانے میں بھی ایسے صاحبان کرم و عطا جو ہیں جو کرم کرتے ہیں مگر بسلسلہ کرم ظاہر ہونا نہیں چاہتے۔ اچھے لوگوں سے زمانہ کبھی خالی نہیں رہتا۔ میرا کلام زیادہ تر وہی کلام ہے جو شعر و سخن کی محفلوں میں سنا گیا اس لیے میں نے صاحب محفل کا نام یا کرم کا نام اور تالیف و سنہ وغیرہ امکا کی حد تک ہر غزل یا نعت یا منقبت یا سلام کے ساتھ تحریر کر دیا ہے۔ بہت ہی کم ایسا کلام ہے جس کو میں نے یہ ذوق طبع لکھا ہو۔ میں نے اپنے کلام کو (۶) حصوں میں منقسم کیا ہے حصہ اول حمد خدائے کار ساز اور نعت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل ہے۔ حصہ دوم منقبت سلام کا مجموعہ، حصہ سوم میں غزلیات ردیف (الف) سے دم آتک موجود ہیں حصہ چارم میں غزلیات ردیف (ب) سے دم آتک تحریریں ہیں حصہ پنجم میں باعنا قطعات و نظائیں مستحسن جمع کئے گئے ہیں حصہ ششم میں کلام فارسی ہے جو نعت غزل باغی قطعات پر مشتمل ہے۔ اب ایک حقیقت کو اس دعا پر حتم کرتا ہوں کہ عالم الغیب مجھ بغیر حقیر کے کلام کو مقبولیت عام فرما دے۔ آمین۔

فقیر البور احمد سید عیسیٰ عیسیٰ قدر عیسیٰ



حمد خالق و مالک کو بنینِ بزدقِ طبع

تخریر کردہ ۱۲ اپریل ۱۹۶۷ء
بحرِ رمل ہشت رکنی - فاعلاتن فعلاتن فعلن

ہے عجباً بخشِ دو عالم رُخِ تاباں تیرا
تیرے احکامِ مٹائے سے نہیں مٹ سکتے
کوئی دانستہ ہے ملحق کوئی نادانستہ
کوئی بھی شے ترے قبضہ سے نہیں باہر
ہیں قنادیل ستاروں کی بہ ہر چارون
تو نہ چاہے تو سمجھنا بھی ہے تیرا مشکل
روزِ روشن بھی مقابل میں ہے اس کے تاریک
عمرِ جب ہونے لگی ختم تو محسوس ہوا
جیسے کو بنین کا سلطان ہے تو ویسے ہی
جس کو دربار میں تو اپنے بلا لیتا ہے

ذرتے ذرتے پوئے بنین کے احساں تیرا
قلبِ حفاظتِ منہ نقوش ہے قرآن تیرا
سب ہاتھوں میں بہر حال ہے داماں تیرا
پھول تیرا ہے کلی تیری گلستاں تیرا
آسماں اصل میں ہے قصرِ چراغاں تیرا
تو اگر چاہے تو آسان ہے عرفاں تیرا
نور ہی نور کی مھل ہے شہستاں تیرا
حق ادا ہونہ سکا تا حد امکان تیرا
سارے ارمانوں کا سلطان ہے ارماں تیرا
جا کے مکے میں وہ ہو جاتا ہے مہماں تیرا

تو مسلمان بنادے یارب ۲ تو مسلمان کا ہے اور ہے مسلمان تیرا
 انتہائی یہ کرم تیرا ہے اے ربِّ کریم
 ہے جواب قدر کی ہر سانسِ احسان تیرا

حمدِ خالقِ کونینِ ربِّ المشرقین و مغربین بِذوقِ طبع

تحریر کردہ ۵ مارچ ۱۹۶۷ء

بحرِ مضارع ہشت رکنی - مفعول فاعل لاتن مفعول فاعل لاتن

بذل و عطا کرم ہے ہر وقت کام تیرا
 اے مونسِ غریباں اے بادشاہِ خواباں
 دل میرا پارہا ہے ہر دم تیری پناہ
 تیرے سوا نہیں ہے کوئی بھی تجھ سے وفا
 تو کار ساز بھی ہے بندہ نواز بھی ہے
 میں فیضِ پارہا ہوں غیبی کرم سے تیرا
 ہے جس طرح مسلم تیرا وجودِ حق
 تو قاسمِ ازل ہے تو ساقیِ ابد ہے
 گم راہیوں کے رستے رہتے نہ پھر جہاں میں
 کونین میں ازل سے ہے انتظام تیرا
 آنکھیں ہیں ادا تیری دل ہے مقام تیرا
 ہر سانس لے رہی ہے آکر پیام تیرا
 سنو، سنو صفتِ کامل ایک ایک نام تیرا
 فانی ہے ساری دنیا باقی ہے نام تیرا
 جتنا ہے کام میرا لیتے ہی نام تیرا
 ہے اُس قدر منظم ہر ایک کام تیرا
 ہر اک کے ہاتھ میں ہے لبرِ زجام تیرا
 منشا اگر سمجھتے سارے عوام تیرا

دل میں خوف تیرا سجد میں سر ہے میرا
 اس بچ بھی غیر ممکن ہے احترام تیرا
 شر سے فساد سے تو کرتا ہے منع سب کو
 امن اماں کا خدا من ہے ہر پیام تیرا
 اے قدر جو کہ تیری ہر سانس کا ہے ملک
 وابستہ ہے اسی سے ہر ایک کام تیرا

حمد خدائے قادر بہ ذوق طبع

مورخہ ۷ امر ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ

بحرِ مدح مشتمل الارکان۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

یوں تو ہے شرمندگی مجھ کو بر کر دار سے
 المددہ خالق احساں انساں المدد
 قادر مطلق تیری قدرت کی کوئی حد نہیں
 اے مسلمانو خدا کے قہر سے ڈرتے رہو
 اے خدا ایمان کی نعمت مجھے بھی تو نے دی
 تیری بخشش کی کوئی حد ہی نہیں ہو درگاہ
 شرمساروں کی خطائیں سب مجھ پر موعا
 دل پہ ہو جاتی ہے اس کے حقیقت شکار
 حشر میں آجائے گا شرمندگی کا وقت اگر
 عیب پوشی کی مجھے امید ہے ستار سے
 بڑھ گئی رفتار غم اب وقت کی رفتار سے
 زندگی تو بختا ہے موت کے آثار سے
 کوئی نہ بچ سکتا نہیں ہرگز خدا کی بار سے
 ہاتھ خالی کون لوٹا ہے تم سے دربار سے
 نہ لگوں کو نین ہے تیری عطا کے بار سے
 یہ تو ممکن ہی نہیں ہے عادتِ غفار سے
 قوتِ عیسیٰ جسے واقف کرے امیر ار سے
 منہ چھپانوں گا میں دامنِ ستار سے

میری کھیتی بھی تیرے الطاف کی محتاج ہے ۴
 موتیان بھسائی والے ابر کو ہر بار سے
 قادرِ مطلق خطائیں قدر کی کر دے معاف
 اب بکدوشی عطا کر معصیت کے بار سے

حمد ذاتِ احد

بہ ذوقِ طبع مورخہ ۱۹۶۲ء

بحرِ ملِ مثنیٰ الارکان ۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلات

خانی کو نین ہے تو اے خداے کارساز

تجھ سے وابستہ دو عالم سب سے تو ہے بے نیاز

تیری قدرت کی نمائش ہے نمودِ کائنات

تیری مرضی کے موافق ہے وجودِ کائنات

کون اس کو نین میں تیرے مول ہے غیبِ ماں

سب تیری نظروں میں ہیں سب کی نظروں سے نہاں

بخشنا ہے تو کرم سے اپنے سب کو زندگی

ذرتے ذرتے کو مہاں کے تجھ سے ہے وابستگی

سب سے بہت آگاہ اور سب کی دعا سنتا ہے تو

چیونٹی کے جنبشِ دل کی صدا سنتا ہے تو

۵
 تو کرم کرتا ہے ہر حالت میں سب پر اے خدا
 کم نہیں ہوتی خطاؤں سے کبھی تیری عطا
 تیری قدرت میں کوئی بھی دخل لے سکتا نہیں
 تو نہ چاہے تو کوئی اک سانس لے سکتا نہیں
 جس کی کوئی حد نہیں ایسا ہے تیرا اختیار
 تو ہے پوشیدہ مگر منشا ہے تیرا آشکار
 قبضہ قدرت میں تیرے نصیب ہے کونین کی
 حکم سے تیرے بجا کرتی ہے سُنے کونین کی
 حیرت افزا کچھ عجب تیرے کرم کے راز میں
 بے نیازی میں بھی تیری خاص خاص انداز میں
 ہے ضرورت سب کو تیرے حکم کے عرفان کی
 صاف کہتی ہیں یہ اکثر آیتیں قرآن کی

حمد خدائے قادر

جو جلسہ روانگی خجاج منعقد کردہ جناب محمد حسین صاحب اطہر میں سنائی گئی تھی
 بحرِ بل مٹمن الارکان - فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

اے خدا تیرے سوا مختار کوئی بھی نہیں
 لاکھ پر دے ہیں مگر ستار کوئی بھی نہیں
 تو کسی کی آنکھ میں ہے تو کسی کے دل میں ہے
 عشق کی راہوں میں تو جس کی منزل میں ہے
 اہل دل کو دل کی ہر جنبش اشار ہے ترا
 غم کے ماروں کو شعورِ غم سہارا ہے ترا
 عقل کے رستے سے منزل تیری کو سوں دور ہے
 فکر کہہ سکتی نہیں تو ہے تو کیسا نور ہے
 چشمِ ظاہر میں کے عنوانات ہیں غیب و شہود
 ان عدوں میں آ نہیں سکتا کبھی تیرا وجود
 تو محیطِ کل بھی ہے اور ہر جگہ موجود ہے
 دہر کی ہر شے ہے ساجد اور تو مسجود ہے
 فیض سے انوار کے دروں کو چمکاتا ہے تو
 اپنے تو اپنے ہیں غیردوں کے بھی کام آتا ہے تو
 تو ہے حاکم اور ہر اک شے تری محکوم ہے
 دل میں کس کس کے ہے کیا کیا تجھ کو سب معلوم ہے

کر دیئے تو نے عطا انسان کو سب اپنے صفات
کر لیا اپنا خلیفہ بخش دی کل کائنات

خالق کون و مکاں اے مالک بیت الحرم
اصل میں توفیق حج کی ہے ترا فضل و کرم
حاضری یہ کس قدر معیار کی ہے حاضری
حج حقیقت میں تھے دربار کی ہے حاضری

عربی نعت سرور کائنات صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

بہ ذوق طبع - تحریر کردہ ربیع الاول ۱۳۷۹ھ
بحر رمل مشمن الارکان - فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلاتن

أَنْتَ مَوْلَانِي نِظَامُ الْكَائِنَاتِ يَا رَسُولَ
أَنْتَ رُوحُ الْقُدُسِ قَسَامُ الْحَيَاتِ يَا رَسُولَ

صَاحِبِ الْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَانْشَقُّ الْقَمَرُ
اِفْتَحَارُ الْعَبْدُ مَعْبُودُ الْبَصَائِتِ يَا رَسُولَ

أَنْتَ أَوَّارُ الْهَدَا شَمْسُ الْبُحْرِ بَدْرُ الدُّجَا

أَنْتَ يَوْمُ الْحَشْرِ مَصْبَاحُ النِّجَاتِ يَا رَسُولَ

أَنْتَ أَطْلُبُ لِي بِأَفْضَالٍ عَلَى أَرْضِ الْحَرَمِ

أَنْتَ أَذْرِكُنِي بِهَا يَوْمَ الْمَمَاتِ يَا رَسُولَ

نَحْنُ قُلْنَا يَا حَبِيبُ اللَّهِ قَدْ رُمِدْنَا

إِقْبَلُوا مِنْهُ تَحِيَّاتَ الصَّلَاتِ يَا رَسُولَ

سَلام بہ بارگاہ خیر الانام

محفل نعت شریف قدر عزیزی مورخہ ۶ ابر ۱۳۶۶ھ

بحر خفیف شش رکنی - فاعلاتن مفاعیلن فعلاان -

وزن دیگر - فاعلن فاعلن فعولن فعول -

یا وسیع التَّکْرَمِ سَلامٌ عَلَیْکَ

بے ارادہ بھی ہم سَلامٌ عَلَیْکَ

طالبانِ کرم سَلامٌ عَلَیْکَ

در پہ آگے ہم سَلامٌ عَلَیْکَ

یا قسیم النِّعَمِ سَلامٌ عَلَیْکَ

یا دینِ مصطفیٰ کی کہتے ہیں

کہہ رہے ہیں ادب سے یا مصطفیٰ

عمر بھر یا نبی کہے جا میں

مصطفیٰؐ کا خیال آتے ہی بولنے کم سے کم سلام علیک
 یہ بھی توفیق مصطفیٰؐ کی ہے کہہ رہے ہیں جو ہم سلام علیک
 قدر مرتا ہوا یہ کہہ کر مرے
 مصطفیٰؐ ذی کرم سلام علیک

۱۹۵۹ء

حُسنِ میلادِ مبارک سرکارِ دو عالم علی اللہ علیہ وسلم منقذِ پُرج

بحر ہرج سالم ہشت رکنی مفاہیلین مفاہیلین مفاہیلین

عجب فرحت فزا ہے حُسنِ میلادِ محمدؐ کا

پتہ ملتا نہیں مطلق مسرت کی مجھے حد کا

رسول اللہؐ کی بے سایگی معجزہ نمانی تھی

کہ تھا خود ابر بن کر سر پہ سایہ آپ کے قد کا

حرم میں ہے یہی شے بوسہ گاہِ مصطفیٰؐ اے دل

ادب اس واسطے ہم پر ہے لازم سنگِ اسود کا

یہ دنیا جانتی ہے نور کا سایہ نہیں ہوتا

مجسم نور تھے اس واسطے سایہ نہ تھا قد کا

سُنے جو اس کو اس پر وجد کی ہو کیفیت طار کا

اثر ہے صوتِ نعتِ مصطفیٰؐ میں صوتِ سرمد کا

۱۰
نگاہیں پیش قدمی کے لئے دوڑیں شتوں کی

ہوا عرش بریں پر شور جب سرور کی آمد کا
شبِ معراج عجلتِ دور میں تھی جانے آنے کے

قدم مرکزِ یہ قائم تھا در آمد کا برآمد کا
رسول اللہ کی نعلین بوسی پر یہ نازاں ہے

بجائے، فخر جو ہے اس قدر چرخِ زبرجد کا
رسائی قدر کی ہو جائے گی دربارِ احمد تک
وسیلہ اُس کو اچھا مل گیا ہے نعتِ احمد کا

محفل نعتِ شریف جناب سیکس حب

بحرِ رمل مثنیٰ الارکان - قاعلاتن - قاعلاتن - قاعلاتن - عین

یا نبی مجھ کو غمِ فرقت میں سے کیا ہو گیا	موتِ مشکل ہو گئی دُشوارِ جینا ہو گیا
عاشقِ شاہِ رسل مشہور ایسا ہو گیا	ساری دنیا کی زبانِ بے نام اُس کا ہو گیا
اب تو آجائے خیالِ روبروِ رفت میں	آنکھ میں نے بند کر لی اور پردا ہو گیا
حُبِ سرکارِ دو عالم سے مجھے عزت ملی	ہائے کس منہ سے کہوں عالم میں نہ سوا ہو گیا
دہریں دیوانہ عشقِ رسول اللہ کا	جو تماشا دیکھنے آیا تماشا ہو گیا
باپِ رحمت، رحمتِ عالم نے کھولا خود بخود	حسرتیں نکلیں لبِ فریاد کیا دا ہو گیا

کیا خیال روئے سرکارِ دو عالم چلے گا؟
 کیا میں تمہارہ گیا گیا میں اکیلا ہو گیا
 کج لپیٹ آتی نہیں عشاقِ سرور کو بھی
 راست بازی صاف گوئی ان کا شیوا ہو گیا
 جان نئے دی قدر نے عشقِ رسولِ شہر میں
 اے فریبِ زندگی تجھ کو بھی نہ ہو کا ہو گیا

محفل نعت شریف قدرِ عمرِ نبویؐ ۱۹۵۲ء

بحرِ خفیف شش رکعی۔ فاعلاتن مفاعلن۔ فعلن

ذوقِ اسلام والہانہ تھا
 اس لئے مصطفیٰ کو آنا تھا
 جس زمانے میں تھے رسولِ کریم
 شوق ہوا چاندِ اکِ اشلے پر
 درسِ انسانیت نبیؐ نے دیا
 کلمہ کیوں نہ پڑھیں کنکریاں
 اُمتِ خاتم النبیینؐ یا رب
 شبِ معراج اُس کو بلوایا
 اس لئے آئے تھے رسولِ کریم
 مصطفیٰ کا بھی کیا زمانا تھا
 کعبہ کعبے کو پھر بنانا تھا
 سو زمانوں کا اک زمانا تھا
 مصطفیٰ کا بھی کیا نشانا تھا
 کیونکہ انساں ہمیں بنانا تھا
 کلمے کا اثر دیکھنا تھا
 اس طرح ٹھوکریں نہ کھانا تھا
 جس کو ختمِ رسل بنانا تھا
 راستے پر ہمیں لگانا تھا

قدرِ پائے ہیں بہرور دیں سے
 جس قدر جن کو فیضِ پانا تھا

محفلِ نعتِ شریف

بحرِ رملِ مثنوی المارکمان - فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلن

ہے یہ ارشادِ مقدّس احمدِ مختار کا
جس کا حامی ہو خدا کیا خوف اُسے تلوار کا

سامنے آنکھوں کے اک منظر ہے جو انوار کا
ہے تصدّق یہ ولایے احمدِ مختار کا

دونوں خود مختار ہی آئے نظر معراج میں
سامنا جب ہو گیا مجبور اور مختار کا

اے محبوبانِ محمد مصطفیٰ اسلام پر

پہلے احسانِ خلق کا ہے بعد ہے تلوار کا
کوئی مُسلم غیر مُسلم روک سکتا ہی نہ تھا
وارِ احلاق رسول اللہ کی تلوار کا

جو کرے تحریف احکامِ رسول اللہ میں
حشر کیا ہو گا نہ جانے ایسے خود مختار کا

معجزہ شوقِ القم کا صاف کہتا ہے یہی
کام کرتا ہے اشارہ وقت پر تلوار کا

احمد مختار اُمت کی مدد فرمائیے
 جب مدد مجبور کی اک فرض ہے مختار کا
 بعدِ مردن بھی عطا کی اپنے پہلو میں جگہ
 تھا لحاظِ اتنا نبی کو اپنے یارِ عارف کا
 قدر کا ہو خاتمہ بالخیر یا ختمِ رُسل
 بچ نہیں سکتا ہے زخمی ہجر کی تلوار کا

محفل نعت شریف قدرِ عرفی جنوری ۱۹۵۷ء

بحرِ دل شش رگنی - قاعلاتن - قاعلاتن - قاعلات

بن نہ گتلاخ اے فدائے مُصطفیٰ	سیکھ آدابِ دلائے مُصطفیٰ
قلبِ مومن میں ہے جائے مُصطفیٰ	ہے یہی دولتِ ہر اے مُصطفیٰ
درسِ پیہم کا رہا اے مُصطفیٰ	درِ دُعاں اے مُصطفیٰ
ہے یہ منشائے دلائے مُصطفیٰ	جانِ نئے دلوں میں برائے مُصطفیٰ
ہیں فقط الفاظ ہی قرآن کے	لایقِ بدح و شنائے مُصطفیٰ
لا نہیں سکتا ہے کعبے کا علاف	حشرِ تنک شانِ دلائے مُصطفیٰ
کوئی یہ دولت چرا سکتا نہیں	ہے عجب دولتِ دلائے مُصطفیٰ
آدمی کو پل میں جو انسان بنائے	کون ہے ایسا سوائے مُصطفیٰ

آگئی ہے ہم میں جو انسانیت
 مُصطفیٰ کے نور سے ہر چیز ہے
 ہے یہ احسانِ ولایتِ مُصطفیٰ
 ہے ہر ذرہ ضیائے مُصطفیٰ
 وقت ہی پر مُصطفیٰ نے کی مدد
 وقت ہی پر کام آئے مُصطفیٰ
 کر رہی ہیں بجلیاں میرا طواف
 دیکھ کر مضطرب آئے مُصطفیٰ
 قدرِ اب سجدوں کا لطف آجائے گا
 مل گئے ہیں نقشِ پاؤں مُصطفیٰ

محفل نعتِ شریف قدرِ عَزِیزِی ۱۴ ستمبر ۱۹۵۸ء

بحرِ ملِ مشمن الارکان - فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلاتن

سانس بن جائے مری یادِ آپ کی یا مُصطفیٰ
 یوں عطا کیجے حقیقی بستِ دگی یا مُصطفیٰ
 ہو گئی جس پر عنایتِ آپ کی یا مُصطفیٰ
 ہو گیا ہے کیا سے کیا وہ آدمی یا مُصطفیٰ
 دُشمن ہے اتنی کیفِ درِ کیفِ آپ کی یا مُصطفیٰ
 پا رہا ہوں بیخودی درِ بے خودی یا مُصطفیٰ
 آپ کے کہلا کے ہم ہیں آپ کے قدموں سے دُور
 موت سے بدتر ہے ایسی زندگی یا مُصطفیٰ

اک نگاہِ لطف کا طالب ہے موروٹی غلام
یا محمد یا نبی یا سیدی یا مصطفیٰ

آپ کے قدموں پہ سر ہوا اور نکلے تن سے رُوح
کروٹ ایسی بدلے میری زندگی یا مصطفیٰ

آپ کے روضہ کی جانب فطرتاً رخ پھر گیا
دیکھ کر اہل جہاں کی بے رُخی یا مصطفیٰ

بجلیاں رگ رگ میں دوڑیں تل کی ہر دھڑکن کے ساتھ
چلبے ایسی تڑپ کی زندگی یا مصطفیٰ

اب ز فیضِ جلوہ اُٹھے ہیں حجاباتِ منظر
اب ہوا ہے امتیازِ بے خودی یا مصطفیٰ

آپ کے حالاتِ پاکیزہ پہ ہے جس کی نظر
اُس کو حاصل ہے شعورِ زندگی یا مصطفیٰ

آپ اب اپنے کرم سے ہوش کیجے سر فراز
آپ تک پہنچا گئی ہے بے خودی یا مصطفیٰ

پالنے میں آپ کے دامنِ رحمت میں مقام
ہیں یہ عاصی کیا مُقتدر کے دھنی یا مصطفیٰ

آپ پر قرباں مرے ماں باپ میری کائنات
دیکھئے میری طرف یا سیدی یا مُصطفیٰ

آگئے میری جبین پر آپ کے در کے نقوش
مُستند میری غلامی ہو گئی یا مُصطفیٰ
آپ پر جس نے لٹا ڈالی ہے اپنی زندگی
قدر کے قابل ہے اُس کی زندگی یا مُصطفیٰ

محفل نعت شریف قدر عریضی جون ۱۹۵۸ء

بحر ہرج ہشت رگنی - مفعول مفاعیل مفاعیل مفعول

چھپتا نہیں وہ رند وہ مستانہ نبی کا
اک کیف مسلسل میں ہے دیوانہ نبی کا
دیوانگی ظاہر نہیں کرتا کبھی اپنی
کرتا ہے مسلمان یہیں کیف میں سجد
اطراف چراغ اُس کے ہا کرتے ہیں ہر دم
تخصیص ہی بادۂ عرفاں کی ہے زاہد
ہر صاحب ادراک ہے اس از سے واقف
جب دیکھتے ہیں لوگ فدا فی کو نبی کے

اللہ بلا دے جسے بیمانہ نبی کا
ہے دل کی جگہ سینہ میں بیمانہ نبی کا
خود دار ہو ا کرتا ہے دیوانہ نبی کا
مسجد ہی تو دراصل ہے مینخانہ نبی کا
اس شان کا پروانہ ہے پروانہ نبی کا
آنکھوں سے پیاجاتا ہے بیمانہ نبی کا
قرآن حقیقت میں ہے افسانہ نبی کا
بے ساختہ کہہ دیتے ہیں دیوانہ نبی کا

مینخانے کے سبب از جو ہو جاتے ہیں معلوم
 کہتا ہے زمانہ جسے اسلام کی تاریخ
 ہشتیاروں میں ہشتیار ہے مدہوشوں میں مدہوش
 ہر معجزہ کہتا ہے بصد حق و صدقیت
 چھٹ جاتے ہیں کوئین اگر سے یہ محال
 باطل کی ہواؤں سے جو بچھ جاتی ہیں یہیں
 عادات سے اطوار سے کردار سے فورا

اس وقت یہ دل بنتا ہے پیمانہ نبی کا
 شبیر کی سرخی ہے وہاں نہ نبی کا
 دیوانوں میں دیوانہ ہے دیوانہ نبی کا
 ہر کام ہے دراصل حکیمانہ نبی کا
 دامن نہ چھٹے ہمت مردانہ نبی کا
 روشن انھیں کہتا ہے پروانہ نبی کا
 پہچان لیا جاتا ہے دیوانہ نبی کا

دل کی حرکت قدر سمجھتے ہیں جسے ہم
 دراصل ہے وہ سجدہ شکرانہ نبی کا

محفل نعت شریف قدر عریضی اکتوبر ۱۹۵۹ء

بحر ہرج ہشت کنی - مفعول - مفاعیلن مفعول - مفاعیلن

شوق اتنا بڑھا آخر دیدار محمد کا
 ہر جائے ہے نظر ارہ آثار محمد کا
 آیات تکلم کا مسلم کو سلیقہ جو
 ظاہر حقیقت ہے آیات قرآن کی
 دنیائے نظر جس کو خورشید سمجھتی ہے
 دم آگیا آنکھوں میں سہار محمد کا
 کوئین پہ بت پر تو انوار محمد کا
 دراصل وہ صدقے گفتار محمد کا
 اللہ بھی قائل ہے کردار محمد کا
 وہ تل ہے حقیقت میں خسار محمد کا

میں معرفتِ حق کی مسجد میں ہی ملتی ہے
تبلیغ کے رستہ میں تحریک کی منزل پہ
کس طرح نظر جائے رخسارِ محمد تک
ہر سجدہ ہے پیمانہ منجوارِ محمد کا
ہر فعلِ ہا برحق انصارِ محمد کا
خود نور ہے جبکہ رخسارِ محمد کا
دل بھی مزارِ روشن ہے آنکھیں بھی مری روشن
اے قدر یہ صدقہ ہے انوارِ محمد کا

محفل نعت شریف قدرِ عریضی ۱۹۶۰ء ۲۵ اگست

بحرِ مل مشن الارکان - فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلاتن

باغِ دنیا میں ہے کیا محکم نظامِ مصطفیٰ
منہ کلی کا کھل گیا لیتے ہی نامِ مصطفیٰ

جھومتا ہے ہر شجر سن کر کلامِ مصطفیٰ
پتے پتے کی زباں پر ہے پیامِ مصطفیٰ

سجدے کرتے جاں لیتے جاں نامِ مصطفیٰ
کم سے کم اتنا کریں ہسم احترامِ مصطفیٰ

کیا کہوں کتنے دلوں میں ہے تجھ لائے رسول
کیا کہوں کتنے کعبوں میں مقامِ مصطفیٰ

لَيْلَةُ الْمُعْرَاجِ کہتی ہے زبانِ حال سے
انبیاء کی صبح سے بہتر ہے شامِ مصطفیٰ

یادِ سرورِ بخشی ہے ہر نفسِ مجھ کو حسرت
دل کو میرے جنبشیں دیتا ہے نامِ مصطفیٰ

میرا یہ ایمان ہے وہ زندہ جاوید ہے
موت آجاتی ہے جس کو زیرِ نامِ مصطفیٰ

ہوتی جاہیں گی ذائقہ ٹھٹھکتے جاہیں گے نہ
حشر تک قائم نہ ہو یہ نظامِ مصطفیٰ

اب سمجھ میں آگیا رازِ مشیت خود بخود
انتظامِ مصطفیٰ ہے انتظامِ مصطفیٰ

ہے نفی اثبات کے ضربات کا امتیاز

میرے دل پر ہو گیا کندہ کلامِ مصطفیٰ

کس جگہ اے قدرِ انوارِ نبیؐ خالص
عرش سے تا فرش ہر جگہ مقامِ مصطفیٰ

محفلِ نعتِ شریفِ قدرِ اوسب

بحرِ دلِ بہشتِ کئی - قاعدتوں - قاعدتوں - قاعدتوں

کونسی شے ہے نہیں جس میں جمالِ مُصطفیٰ
 ہے یہ اعجازِ نبوت یہ کمالِ مُصطفیٰ
 فہمِ انسانی سے باہر ہے کمالِ مُصطفیٰ
 واقفِ ماضی و مستقبل ہے حالِ مُصطفیٰ
 دعوتِ ذوقِ نظر دیتا ہے اہل اللہ کو
 سامنے آکر بہ شانِ بوجہِ جمالِ مُصطفیٰ
 جز و کل دونوں میں ہے اوصاف کی یکساںیت
 ہے گلستاں ساز ہر اک نو بہالِ مُصطفیٰ
 قَابِ قَوْسین آشنا اس ازستا ہیں باخبر
 صرف وحدت ہی تو ہے واحدِ مثالِ مُصطفیٰ
 استفادہ کر کے اعجازِ رسول اللہ سے
 بدر بن کر ہی رہا ہر اک ہلالِ مُصطفیٰ
 آن واحد میں بدل دیتا ہے دنیا قلب کی
 انقلابی شان سے آکر خیالِ مُصطفیٰ
 مُصطفیٰ کا روئے انور ہی کلام اللہ ہے
 آیتیں قرآن کی ہیں خط و خالِ مُصطفیٰ

مُرْتَضٰی و فاطمہ و شہر و شہیرہ ہیں
 ارض حق پر چار سو چاروں جہاں مُصطفٰی
 یہ علی مشکل کشا کے خون کی تاثیر ہے
 مشکلوں میں اب بھی کام آتی ہے آلِ مُصطفٰی
 میں رہوں کب تک رسول اللہ کے قدموں سے دو
 جاتے جاتے مجھ کو لیتا جا خیالِ مُصطفٰی
 ظلمتوں میں زندگی کب تک بسر کرتا ہے
 قدر کی دنیا بدل دے اے جمالِ مُصطفٰی

محفل نعت جناب حکیم شریف رضوی ^{رحمۃ اللہ علیہ} ^{۱۳۸۵ھ}
 بحر ہرج سالم ہشت رکنی مفاہیلین مفاہیلین مفاہیلین
 و فور کیف میں کہتا ہے مستانہ محمد کا
 میں دیوانہ محمد کا ہوں دیوانہ محمد کا
 مسلمان کے لئے مسجد ہے میخانہ محمد کا
 یہیں سے مستیاں پاتا ہے مستانہ محمد کا
 زمانے کا ہر اک ہشیار لیتا ہے سبق اس سے
 خدا جس کو بنا دیتا ہے دیوانہ محمد کا

اُویسی مئے بھائی جام سے ہر دم جو پیتا ہے

حقیقت میں وہی مومن ہے مستانہ محمد کا

ہوئی ہے اس قدر مقبولیت شاہِ دو عالم کی

جسے دیکھو نظر آتا ہے دیوانہ محمد کا

مئے عرفاں کےستانوں کو دیں کیف دیتا ہے

ادب پینے کا سکھاتا ہے مستانہ محمد کا

اشارہ نور کی انگلی کا پاتے ہی مسرت سے

بنا فوراً قم شوق ہو کے پروانہ محمد کا

کھلا یہ راز کیف معرفت اہل بصیرت سے

پیا جاتا ہے صرف آنکھوں سے پیمانہ محمد کا

کبھی اپنے چراغِ دل کو گل ہونے نہیں دیتا

حفاظت نور کی کرتا ہے پروانہ محمد کا

تخاطب کہہ رہا ہے صاف منزل کا قرآن میں

ہووا مقبول رب ذوقِ فقیرانہ محمد کا

حیات جاودانی اُس کو ہاتھوں لائے لیتی ہے

مدینے میں جو مرجساتا ہے دیوانہ محمد کا

عبادت میں خدا کی مصطفائی کیفیت شامل ہے

نمازوں کا ہر اک سجدہ ہے پیمانہ محمد کا

جہاں اصحابِ صفہ بادۂ توحید پیتے تھے

وہی ہے اصل میں مخصوص مینانہ محمد کا

تصور میں رسول اللہ کی دہلیز ہے شاید

ہے کشتی دیر سے سجدے میں دیوانہ محمد کا

وجود اس کا ہزاروں غم کے ماروں کا سہارا ہے

جیسی تو قدر کے قابل ہے دیوانہ محمد کا

محفل نعت شریف مجلس غوث اعظم الذی ہو سید عالم مستقد ۱۳۸۵ھ

بحر ہرج ہشت رکنی۔ فاعلن و فاعلین۔ فاعلن و فاعلین

چھوڑتا نہیں وہ پھر آستان محمد کا

ہے تصور سر میں آستان محمد کا

اس لئے منور ہے آستان محمد کا

جھاڑتی ہیں جو پلکیں آستان محمد کا

ہے طواف کے قابل آستان محمد کا

خود جبین بن جائے آستان محمد کا

ایک دن جو ہوتا ہے مہاں محمد کا

ذکر قلب کرتا ہے جاوداں محمد کا

جلوہ مقدس ہے غوفشاں محمد کا

منہ پر اپنے ملتے ہے خاں آستانہ کی

معرفت کی دنیا میں بعد کعبہ حق کے

ذوق سجدہ ریزی کی آخری تمنائے

دل میں گنبدِ خضر اکا خیال آتی
 با جماعت اہل دل سر بیان چمکاتے ہیں
 سر کو کھینچ لیتے ہیں نقشِ پا محمد کے
 ناز سجدے کرتے ہیں فرض کی ادائیگی
 گو ہر اشک کے تر باں صدق دل سے کرتی ہے
 سر زمینِ بلعیدہ کے ذریعے سب ستارے ہیں
 مخزنِ طریقت ہے حجرِ شہِ بطحا
 جلوہ پائش ہے پیہم جب تو گنبدِ خضر
 جانثار ایسے ہیں آج بھی محمد کے
 پھر گیا رنگا ہوں میں آستانِ محمد کا
 بن گئی ہے ہر مسجد آستانِ محمد کا
 دل کو کھینچ لیتا ہے آستانِ محمد کا
 ہے جس میں نواز ایسا آستانِ محمد کا
 چومتی ہیں جو آنکھیں آستانِ محمد کا
 آسمانِ ارضی ہے آستانِ محمد کا
 مصدرِ شریعت ہے آستانِ محمد کا
 نور کا خزانہ ہے آستانِ محمد کا
 آنسوؤں سے دھوئے ہیں آستانِ محمد کا

عاشقِ حقیقی سے پوچھو اس حقیقت کو
 کیوں ہے قدر کے قابل آستانِ محمد کا

محفلِ نعتِ سرورِ کائنات منعقد کردہ رضا خان ابراہیم قیام
 بتاریخ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۸۶ھ

بحرِ ملِ شمسِ لارکان۔ فاعلاتن۔ فاعلاتن۔ فاعلاتن۔ فاعلن

خود فرشتے دقت پر آتے تھے سوئے مصطفیٰ

آپ کو ترلاتے تھے بہرِ وضوئے مصطفیٰ

اس لئے چمکا ہوا رہتا تھا روئے مُصْطَفَا
نور کے پانی سے ہوتا تھا وضوئے مُصْطَفَا

آبِ یارِ دینِ برحق نورِ پاشِ کائنات

ہر صلوٰۃ سُرورِ دینِ ہر وضوئے مُصْطَفَا

ہر مسلمان پاک ہو جاتا ہے دن میں پانچ وقت

در حقیقت ہے یہ فیضانِ وضوئے مُصْطَفَا

حکمِ حق لائے ہیں اور حیراں ہیں جبریلؑ امیں

اللہ اللہ دیکھ کر شانِ وضوئے مُصْطَفَا

آگئے ہم کو نمازوں کی طہارت کے اصول

ہے موثر کتنا فیضانِ وضوئے مُصْطَفَا

حق سے دلوائے گادس دس لاکھ عامی کو نجات

حشر میں ہر قطرہ آبِ وضوئے مُصْطَفَا

ہیں برابر وزنِ میسرانِ عمل میں قدرتا

تو نبیوں کی عبادت اک وضوئے مُصْطَفَا

پھر گئی لوٹے کی ٹوٹی سوئے کعبہ خود بخود

ہے وضو کا درس اعجازِ وضوئے مُصْطَفَا

اس کی عظمت کو بشرِ بچان سکتا ہی نہیں

جانتا ہے رب فقط قدرِ وضوئے مُصْطَفَا

(دلیف) (ب)

محفل نعت شریف جناب کاتبِ حبیبؒ

بحرِ ملہشت رکنی۔ فاعلاتن۔ فعلاتن۔ فعلن۔

واہ کیا شان ہے اے صلی علی شانِ عرب

یہی زیبا تھی عرب کو یہی شایانِ عرب

قابلِ دید ہے کیا شانِ گلستانِ عرب

فوقیتِ خلد یہ رکھتے ہیں بیابانِ عرب

نہ ہوا آنکھ جھپکنے کا بھی وقفہ اے دل

عرش پر جا کے پھرے جب شہِ نیشانِ عرب

اسی باعث بنے مسجودِ ملائک آدم

رُخ پیران کے تھا جمالِ رُخِ سلطانِ عرب

نخنِ اقرب کا ملے عشقِ محمد میں مزا

ہو گریباں سے جو ملحق مرے دامانِ عرب

دولتِ حُبِ محمد سے ہیں یوں مستغنی

شانِ سلطان کی رکھتے ہیں گدایانِ عرب

قد رابِ حُبِ نبیؐ میں ہے چراغِ سحری

وے مدد آگے اُسے شمعِ شبستانِ عرب

نعت سرور کائنات بر طرح غزل حکیم و بانی ۱۹۵۶ء
بجز متدارک ہشت رکنی۔ فعلن فعلن فعلن۔ فع

سب کو ہے تیری ضو کی طلب
ہے یہ تری بعثت کا سبب
اے شہرِ بطنِ مختبرِ عرب
ذکر ترا تشکیم حیات
قرضِ شعورِ مومن ہے
اے مدنی اُمّی لقصی
تیرے عمل کے پر تو ہیں
ایک فسانے کے دو جز
سارے بنیوں سے ملحق
ناز کے قابل تجھ سے نیاز
قدر کے قابل تیری طلب

ردیف (ت)

محفل نعت شریف جناب سیف حموی عننا منقذہ ۱۹۵۶ء
بجز مثل شش رکنی۔ فاعلاتن۔ فاعلات

مصطفیٰ کی ہر صفت خیر الصفات
 رکھتے ہی دہلیزِ احمدیہ میں
 میں 'ہر دم لے کے نام مصطفیٰ'
 لیتے ہیں بے ساختہ نامِ رسول
 تیرے قرباں سوزِ عشقِ مصطفیٰ
 یا محمد کہتے ہی نکلے جو دم
 مر کے دیکھو مصطفیٰ کی یاد میں
 ہو گئے ہم مصطفیٰ کے ہو گئے
 جی رہا ہوں رہ کے طیبہ سے جو دور
 ہے جیاتِ مصطفیٰ پر جو فدا
 بڑھ گئی ہے جب سے یادِ مصطفیٰ
 مصطفیٰ پر مرنے والے شخص کو
 ہو رہا ہے یوں مدینہ کا سفر

ہر کلامِ مصطفیٰ درسِ حیات
 خود بدل جاتی ہے تقدیرِ حیات
 کر رہا ہوں پھر سے تعمیرِ حیات
 حد سے بڑھ جاتی ہے چرب فکرِ حیات
 تجھ سے روشن ہے مری شمعِ حیات
 ہے وہی دراصل معراجِ حیات
 موت بن جاتی ہے عنوانِ حیات
 ہو گئی تکمیلِ منشاءِ حیات
 درحقیقت ہے یہ توہینِ حیات
 پوچھو اس سے رازِ عرفانِ حیات
 بڑھ گیا کچھ اور معیارِ حیات
 ملتی ہے ہر روز اک تازہ حیات
 آگے میں سچے پیچھے ہے حیات

یا وہیہم سے رسول اللہ کی
 قدر کے قابل ہیں لمحاتِ حیات

(د ل ف)

نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہ ذوقِ طبعِ موزونہ اپریل ۱۹۵۲ء

بحرِ رملِ سالمِ مثنیٰ الارکان - فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

غیب سے ہو جائے پیدا ایسی صورت یا محمد

ہو میسر آپ کا عسرفان اُلفت یا محمد

اس لئے کرتا ہے دل خود اپنی عظمت یا محمد

آپ ہیں دل میں بہ عنوانِ محبت یا محمد

ہم سمجھ لیں اس حقیقت کی حقیقت یا محمد

ہو عطا ہم کو شعورِ دردِ اُلفت یا محمد

آپ کی یادِ مبارک کا تسلسل اس قدر ہو

سانس لینے کی بھی حاصل بوزہ فرست یا محمد

اس لئے تو دل غنی میرا کرم سے آپ کے ہے

آپ ہی نے کی عطا اُلفت کی دولت یا محمد

دیتی ہے اپنی نمک خواری کی عزت اُمتی کو

آپ کے روئے منور کی ملاحست یا محمد

اب ایسی اور پلائی شان اس میں آگئی ہے

میری فطرت اب نہیں ہے میری فطرت یا محمد

ہے ہر ایقان اس پر ہے ہر ایمان اس پر
 آپ سے بھی ہے ہری شہ رگ کو قربت یا محمد
 آپ ہی کی یاد میری زندگی کا ہے سہارا
 جی رہا ہوں میں فقط اس کی بدولت یا محمد
 ہے یہ حسرت آخری حسرت کہ حاصل قدر کو ہو
 آپ کی چو کھٹ پر مرنے کی سعادت یا محمد

محفل نعت رسول اکرمؐ قدرِ عرفی منقذہ ۲۵ جولائی ۱۹۵۶ء
 بحر ہرج ہشت رکنی مفعول یفاعیل یفاعیل یغولن

آئین مشیت کا ہے کردار محمدؐ
 اس دھن میں ہے طالب دیدار محمدؐ
 کیا جانے گا انساں کوئی معیار محمدؐ
 اُلفت ہے مجھے حسنِ ملیح شہِ دین سے
 بن جاتا ہے انسان وہ معمار زمانہ
 جب تک وہ ہو اگنبدِ خضر کی نہ کھائے
 نظروں میں صلاحیت دیدار اگر ہو
 غنچے ہیں لی، قطب ہیں گل، نخل آیتا
 اک راز ہے فطرت کا بہرہ کار محمدؐ
 دیکھے جدِ عمر آئیں نظر انوار محمدؐ
 اللہ یہ ہیں منکشف اسماء محمدؐ
 نازان تھیں کہ میں بھی ہوں نمکخوار محمدؐ
 جس پر بھی پڑے سایہ ویوار محمدؐ
 اچھا نہیں ہوتا کبھی بیمار محمدؐ
 کوئین کی سرشتے میں ہیں انوار محمدؐ
 اس شان کا گلزار ہے گلزار محمدؐ

اسلام کی فطرت میں ابھرنا ہے ہر حال
آسانی سے سو اس کے تھوڑے میں آجائے
وہ داپنا میں اس واسطے ظاہر نہیں کرتا
حیرت ہے کہ بندے میں خدا میں ہے رقا
سب توڑ لئے دانت اولیں قرنی نے

مٹ سکتے نہیں حشر تک آثارِ محمد
غافل نہیں اتنا بھی طلبِ کارِ محمد
دنیا نہ سمجھ لے کہیں بیمارِ محمد
میں بھی ہوں خدا بھی ہے طلبِ کارِ محمد
اللہ سے معیارِ طلبِ کارِ محمد

اے قدر ہوئی فتح تمہیں حق کو رہیں پر
کعبہ ہے حقیقت میں عسلم دارِ محمد

محفل نعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قدرِ عرفی منقذہ ۲۲ مئی ۱۹۵۸
بحرِ متقارب سالم ہشت رکنی۔ فحولن۔ فحولن۔ فحولن۔ فحولن۔

زباں کھولتا ہوں بنامِ محمد
ہے طالب اسی کا غلامِ محمد
ہے اک معجزہ احترامِ محمد
خدا کی قسم ہے وہ معراجِ سبک
علیٰ فاطمہؑ یوں ہیں اجزا بنی کے
احادیث سننے سے تھکتا نہیں دل
ہر حسبِ ظرفِ عمل سب کو نعمت

ہے مقصودِ ذہنی سلامِ محمد
نکل جائے دم زیرِ بامِ محمد
ادب خود سکھاتا ہے نامِ محمد
جو ہو انکشافِ مقامِ محمد
صبحِ محمد وہ شامِ محمد
ہے کچھ ایسا دل کش کلامِ محمد
ہے کیا اہتمامِ اہتمامِ محمد

خدا کی خدائی میں تم لاکھ دھونڈو
 نہیں ملتی تشبیہ تمام محمد
 ہے قرآن مجھ میں، میں قرآن میں ہو
 یہ کہتی ہے طرز کلام محمد
 مے معرفت ہم پئے جا رہے ہیں
 بدست علی و بجا م محمد
 صدا دل سے آتی ہے سستی علی کی
 زباں سے نکلتے ہی نام محمد
 قعود نبی قاعدہ دو جہاں کا
 قیام دو عالم قیام محمد

کئے جا رہی ہے دل قدر روشن
 ضیائے رُح نور قام محمد

محفل نعت محبوب کبریا بزم عبید متقدّم ۲۰ رمضان ۱۳۸۶ھ

بحر ہرج شش رکنی۔ مفاعیلین مفاعیلین۔ فعلن

مُشام جاں ہے خوشبوئے محمد
 نظر افسر روز ہے روئے محمد
 بُلّاتی جاتی ہے سوئے محمد
 ضیائے نیتر روئے محمد
 لرزتا ہے رضا جوئے محمد
 جو تن بجاتی ہے ابروئے محمد
 ہے دل میں جلوہ گر روئے محمد
 نگاہوں میں ہے ابروئے محمد
 ہیں سب آیات خط و خال احمد
 کلام اللہ ہے روئے محمد
 نظر پر اپنی، خود آنکھیں ہیں قریاں
 نظر میں جب سے ہے روئے محمد
 بنی میں عرش پر وہ قاب قوسین
 ملیں جب ہر دو ابروئے محمد

درونِ مرثیہ روئے محمد
برائے رویتِ روئے محمد
ہے فیضِ جلوہ روئے محمد
محمد دیکھ لیں روئے محمد
قلم حق کا ہے ابروئے محمد

شبِ معراج حق نے خود کو دیکھا
سجا ہے عرش کا آئینہ خانہ
منور ہو گئی ہے اب جو محفل
بلایا اس لئے رب نے سرِ عرش
ہے پیشانی نبی کی لوحِ محفوظ

ہے قابو میں زباں اے قدرِ جب تک
کئے جا بدِ حستِ روئے محمد

ردیف (۱)

۱۳۷۷ھ

محفلِ نعتِ شریف جنابِ سیفِ جموی صفا منقذہ الہی مع الاول

بحرِ مضارع مثنوی الارکان - مفعول فاعلات مفعیل فاعلات

یادِ رسولِ پاک میں تڑپا کئے بغیر
جھکتا ہے سرِ خود اپنا ارادہ کئے بغیر
آنکھیں وہ کھولتے نہیں وہ کئے بغیر
نظر میں رخِ رسولِ تہجد کئے بغیر
طیبہ پہنچتے ہیں وہ ارادہ کئے بغیر
یادِ رخِ رسول کو سجدہ کئے بغیر

جینا محال ہے مرا ایسا کئے بغیر
اُس نے رہے جس کو ہے درخیز لوری سے ربط
رہتے ہیں جو تصورِ روئے رسول میں
آنکھوں کو میری چین سی آتا نہیں تھا
بلوائے میں جنھیں تہہ کو بین اپنے پاس
آتی ہے اپنی سانس نہ جاتی ہے اپنی سانس

آقا میری حیات کا مقصد ہے تمام
 کہتے ہیں جس کو عشق رسول کریم کا
 ربطِ نیاز آپ سے پیدا کئے بغیر
 وہ چھوڑنا نہیں کبھی اپنا کئے بغیر
 رستہ نہ کر سکوں گا میں طیبہ کا قدرے
 ہر اک قدم پہ جھوم کے سجدہ کئے بغیر

محفل نعت شریف بزم حسان مستفادہ ۳۰ ستمبر ۱۹۵۹ء
 بحر مضارع مثنوی الارکان مفعول فاعلات منفعیل فاعلات

ماہِ اغ کے فیوض کا ہے یہ اثر حضور
 بخشیں نظر کو ایسا شعورِ نظر حضور
 رویت کا آپ کی ہوا ایسا اثر حضور
 دونوں چراغ آپ کے دربار ہی کے ہیں
 کوئین میں ہمارا ٹھکانہ کہیں نہیں
 حسان ہو پلاں ہو پلاں ہو یا اویس
 جینے میں آ رہا ہے مجھے اس قدر مزا
 چھائے دل و دماغ یہ یوں آپ کا خیال
 ہر اک غلام آپ کا ہے دیدہ و حضور
 دیکھوں جد عمر دکھائی ہے تیرا دھڑکنا
 میری نظر نہیں ہی میری نظر حضور
 دنیا جہیں سمجھتی ہے شمس و قمر حضور
 در چھوڑ کر ہم آپ کا جائیں گے حضور
 ہر حال میں خدا ہے سب آپ پر حضور
 یاد آ رہے ہیں آپ مجھے جس قدر حضور
 میں اپنے آپ سے بھی ہوں بے خبر حضور

واللہ نہیں مذاق سخن ہی پہ انحصار
 دنیا بدل دیں قدر کی چاہیں اگر حضور

(ردیف اس)

محفلِ نعتِ شریف جنابِ سیف الدین مناسیف شرفی ۱۹۵۴ء
منفقہ

بحرِ رمل ہشت رکنی - فاعلاتن - فعلاتن - فعلاتن - فعلات

رے لے جائے وہ کیا احمد مختار کے پاس

نہ اشکوں کے سوا کیا ہے گنہگار کے پاس

یا نبی زادِ عمل کچھ نہیں نادار کے پاس

شرم آنے نہیں دیتی اسے سہرا کے پاس

کئے دونوں جہاں میں یہ سمجھ لوں گا حضور

لے دو گز جو زمیں آپ کی دیوار کے پاس

مئے ہجر نبوی آنکھوں میں ہے صورتِ اشک

اب بھی دوساغرِ لبریز ہیں میخوار کے پاس

ہے یہ بیکارِ دو عالم کے تصور کا اثر

نفلتیں آ نہیں سکتیں دلِ بیدار کے پاس

عام اب دیدِ خمند کی ہے ہونے والی

یہ خبر آئی ہے اک طالبِ دیدار کے پاس

شافع حشر ہی صرف اُس کو ہٹا سکتے ہیں
 بھیڑا تھی ہے گناہوں کی گنگار کے پاس
 ایک یوسف تو کجا سیکڑوں یوسف کے جمال
 بیچ ہیں رستے محمد کے پرستار کے پاس
 مطمئن قدر ہے صرف اس لئے یا شاہِ اُمم
 یاد ہے آپ کی اُس کے دل بیمار کے پاس

محلِ نعت شریف جنابِ سید سیف الدین حبیب شریف شرفی متعقدہ
 (دلیف ا ض)
 بحر مضارع ہشت رکنی۔ مفعول فاعلات مفاعیل فاعلات
 کیوں پھر رہے ہو کرتے ہر اک خود نما سے عرض
 تم مصطفیٰ کے ہو تو کرو مصطفیٰ سے عرض
 یوں کر رہا ہوں حال رسولِ خدا سے عرض
 پر درد جیسے کرتا ہے درد آشنا سے عرض
 ہر چیز چھوڑ دیجے و سید نہ چھوڑے
 کیجے خدا سے پہلے رسولِ خدا سے عرض

ہیں دردِ حُسبِ رسولِ کریمؐ ہے
 کر دیں ہم اس کو گرنسی تا آشنا سے عرض
 مائیے مدد میری منر مائیے مدد
 خیر الورا سے عرض ہے خیر الورا سے عرض
 قابل اپنے منہ کو تو پہلے بنائیے
 پھر بعد کیجے آپ رسولِ خدا سے عرض
 رت کو جس کے ناز اٹھانے پہ ناز ہو
 کر حال اپنا ایسے شہِ دوسرا سے عرض
 قدم پہ ہو مرے سجدوں کی رہبری
 ہے یہ نقوش پائے حبیبِ خدا سے عرض
 تو نبی کے فیض سے لکھتے ہیں دل غنی
 حاجت کے بندے کرتے ہیں حاجت لیدار سے عرض
 ہو جائے اک نگاہِ کرم میرے حال پر
 کرتا ہے قدر اتنی حبیبِ خدا سے عرض

(ط) (دیف)

۱۹۵۲ء

محفل نعت شریف جناب سید سیف الدین صاحب شریفی منعقد
 بحر مضارع مثنی الارکان مفعول فاعلات مفعیل فاعلات

ہے میرے سر کو یوں درِ سرور سے ارتباط
 نظروں کو جیسے ہوتا ہے منظر سے ارتباط
 ہر قطب ہر ولی کو ہے حیدر سے ارتباط
 ہر معرفت کے گھر کو ہے اس گھر سے ارتباط
 رہتا تھا سر پہ آپ کے سایہ بنا ہوا
 سایے کو اتنا تھا قدِ سرور سے ارتباط
 ہے درسِ صبرِ امتِ عاصی کے واسطے
 فاقد اور اس پہ پیٹ کا پتھر سے ارتباط
 یوں ہیں ہماری چشم میں اشکِ عمِ نبی
 جیسے صدف کو ہوتا ہے گوہر سے ارتباط
 تھامے ہوئے ہیں دامنِ سرور کو سب غلام
 ان کا نہیں ہے دائرِ محشر سے ارتباط
 مجھ کو تڑپ میں اس لئے آنے لگا مزا
 یادِ نبی کو ہے دلِ مضطر سے ارتباط
 یہ تراہدوں کے واسطے عبرت کا ہے مقام
 ہے عاصیوں کو شافعِ محشر سے ارتباط

عظمت میں بڑھ گیا ہے ہر اک نخلِ خلد سے
 حنا نہ پا کے پشتِ پیمبر سے ارتباط
 اتنا ہی قدر ہوتا ہے کیفِ ان کو سرِ فرا
 جتنا ہو جن کو ساقی کوثر سے ارتباط

ردیف (ظ)

محفلِ نعتِ شریفِ جنابِ سیدِ سیف الدین ضا سیف شرفی منعقدہ ۱۹۵۲ء

بحرِ متقاربِ سالم ہشت رکنی۔ فعولن فعولن فعولن فعولن

یہ دو ایک سے اک سوا ہیں مجا
 اندھیرے میں بدرُ الدجا ہیں مجا
 علاموں کے سجدے نہیں ہوں گے نہ
 شفاعت سے واللہ ہم مطمئن ہیں
 خدا کی حفاظتِ مسلم سے لیکن
 جو دیتے ہیں جان اسی حکمِ نبی پر
 میں صبح و مساجن کا پرِ ہفتا ہوں کلہ
 خدا ہے محافظِ رسولِ خدا کا
 ہے عافیتِ خدا مصطفیٰ ہیں مجا
 اُجالے میں شمسِ انصاف ہیں مجا
 محمد کے جب نقشِ پا ہیں مجا
 جب اپنے شفیع الورا ہیں مجا
 محمد خدا کے سوا ہیں مجا
 انھیں کے رسولِ خدا ہیں مجا
 وہی میرے صبح و مساجن ہیں مجا
 ہمارے رسولِ خدا ہیں مجا

مجھے خوف کیا قدرِ دونوں جہاں کا
 بہر حال جب مصطفیٰ ہیں مجا

ردیف (ع)

۶۹۵۱

محفل نعت شریف جناب سید سیف الدین صاحب شہداء فی اللہ

بحر منہاج ہشت رکنی مفعول فاعلات منہاج فاعلات

طیبہ سے آنے والی ہے دعوت کی اطلاع

دل نے سنائی ہے یہ مسرت کی اطلاع

کیوں دیں نبیؐ کو اپنی محبت کی اطلاع

اعمال خود ہی دیتے ہیں نیت کی اطلاع

کفار حال شوقِ قمر سن کے دنگ ہیں

حیرت میں ڈال دی انھیں حیرت کی اطلاع

قرآن میں حدیث میں کچھ فرق ہی نہیں

ہر بات مصطفیٰؐ کی ہے قدرت کی اطلاع

اللہ سے ثبوت رسالت کا انتظام

دی ہے شجرِ حجر نے رسالت کی اطلاع

لوٹا ہے اک اشارہ انگشتِ پاک سے

سورج نے دی رسولؐ کی قدرت کی اطلاع

۴۱
تھا وقتِ آخر آپ کے لب پر جو امتی
دی یوں نبیؐ نے اپنی معیت کی اطلاع

خدا ام مصطفیٰ کو گناہوں کا خوف کیا
جب ان کو مل چکی ہے شفاعت کی اطلاع
اے قدر دی خدا نے رسول کریمؐ کو
تکمیل دین و تمت نعمت کی اطلاع

ردیف (ق)

۱۹۵۴
محفلِ نعت شریف جناب سید بیف الدین صاحبِ صفا سیف شرفی منقذ

بحرِ دل ہشت رکنی - فاعلاتن - فعلاتن - فعلات

دے خدا پیروی احمد مختار کا شوق
ہر مسلمان کو ہو خوبی کردار کا شوق
حق پرستی ہے ہر اک حق کے طرفدار کا شوق
کیوں غلاموں کو نہ ہوا سوہ سکر کا شوق
دل ہے کعبے کی طرف آنکھیں مینے کی طرف
دیکھو دیدارِ محمّدؐ کے طلب گار کا شوق
ہم کو حسرت ہے کہ گلیوں میں مدینے کی پھریں
اور ہیں وہ سب جنہیں مصر کے بازار کا شوق

وقتِ رحلت بھی محمدؐ نے ادا کی ہے نماز

وقفِ طاعت ہی رہا سیدِ ابرار کا شوق

ہیں مدینے میں خیالات مگرے میں ہوں یہاں

کس قدر اوج پہ ہے قوتِ اوکار کا شوق

آپ ہی چاہیں تو کر سکتے ہیں پورا اُس کو

یا نبیؐ ہے جو مجھے آپ کے دیدار کا شوق

نقشِ پائے شبہ کو نین کی ہر وقت تلاش

ہے بہت کام کی دھن ہے بڑے معیار کا شوق

آپ کے قدموں پہ دم نکلے رسولِ عربی

ہے یہی ایک ٹپتے ہوئے بیمار کا شوق

سب کو مل سکتی نہیں نعتِ نبیؐ کی دولت

نعمتِ خاص ہے مدحِ شبہ ابرار کا شوق

کبھی ہوتا ہی نہیں یادِ نبیؐ سے غفل

کتنا بیدار ہے میرے دل بیدار کا شوق

کیوں نہ میں قدر لکھوں مدحِ رسولِ عربی

جبکہ داخلِ مری فطرت میں ہے اشعار کا شوق

ردیف (ل)

محفل نعت شریف جناب سید سیف الدین صنا سیف شرفی شہداء
بحر ہرج سالم۔ مفاہیلین۔ مفاہیلین۔ مفاہیلین۔ مفاہیلین

متاع دین و دنیا ہے ولاتے احمد مرسل
یہی سمجھا ہوا ہے ہر فداے احمد مرسل
ازل ہی سے شرف ہے یہ برائے احمد مرسل
رہے ہیں انبیاء زیرِ لوائے احمد مرسل
گنہگاروں کو اپنا منہ چھپانے ہے بہت کافی
ردائے سید ہو یا ردائے احمد مرسل
مددگار و معاون بیکسوں کا بے سہاروں کا
نظر آتا نہیں کوئی سوائے احمد مرسل
بٹانے سے حقایق مٹ نہیں سکتے قیامت تک
فناؤں میں اتنی تک ہے عدائے احمد مرسل
لگا لوں اس کو آنکھوں میں، ملوں میں اس کو چہرے پر
اگر مل جائے مجھ کو خاکِ پاؤں احمد مرسل

مرا یقین ہے اس پر ایمان ہے اس پر
ہے رب نا آشنا نا آشنا اے احمد مرسل

طیور، اشجار، حیواں، سنگ و پتھر
خدا کی ہے خدائی ہمنوا اے احمد مرسل

ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا لَا تَخَفْ سے صاف یہ ظاہر

رضائے حق تعالیٰ ہے رضائے احمد مرسل

وہ کپڑا در حقیقت عرش کے پردے کا کپڑا ہے

بنا ہے جو کہ پیوندِ ردا اے احمد مرسل

جس کو قدر کی یارب شرفِ سجدوں کا حاصل ہو

نظر آجائے اس کو نقشِ پائے احمد مرسل

محفلِ نعتِ شریفِ مجلسِ غوث الثقلین منعقد ۲۰ جون ۱۹۵۶ء

بحرِ ملِ مشنِ الارکان - فاعلاتن - فاعلاتن - فاعلاتن فاعلات

سجدہ گاہِ عاشقانِ نقشِ کفِ پائے رسولؐ

عینِ ایمانِ حاصلِ طاعتِ تولاے رسولؐ

کعبہ مقصودِ انسانی تمتائے رسولؐ

قلبِ ہائے درد مندِ ان جہاں جلاے رسولؐ

زندگی مومن کی ہے اک امتحانی زندگی
 موت کی آغوش میں پلٹتا ہے شیدائے رسول
 ایک آئینے کے دورخ ہیں خدا و مصطفیٰ

ہے وہی منشاءِ قدرت جو ہے منشاءِ رسول
 حسنِ مطلق کی حقیقت سے وہی آگاہ تھے

راتِ دن جو دیکھتے تھے روئے زیبائے رسول
 وہ ضیا پھیلی، وہ روشن ہو گیا میدانِ حشر

وہ نظر آنے لگے انوار، وہ آئے رسول
 آرہی ہے اس لئے رہ رہ کے یادِ مصطفیٰ

ہے مرے دل کے مقدر میں تمنائے رسول
 صاف ظاہر ہے مدینے کی زمیں کا امتیاز

جبکہ ہیں زینتِ درِ عرشِ بریں پائے رسول
 اس قدر ہیں قوتیں ایمان کی حاصل اُسے

جس کے دل میں جس قدر بھی ہے تمنائے رسول
 آرزو یہ ہے الہی خونِ عسلح کے عوض

ہو ہمارے سر کی شریانوں میں سودائے رسول

نور کی ہے آخری منزل مقامِ مصطفیٰ

حق تو یہ ہے حلقہٴ وعدت میں ہے جائے رسولؐ

زرتے زرتے کو مدینے کے نہایت شوق سے

اپنی آنکھوں میں جگہ دیتا ہے شیدائے رسولؐ

وہ مسلمان حافظِ روحِ کلام اللہ ہے

راتِ دن وِردِ زباں ہیں جس کے اسمائے رسولؐ

قدرِ چل ان کی معیت میں مدینے کی طرف

دل میں یادِ مصطفیٰ ہے سر میں سودائے رسولؐ

محفلِ نعتِ شریفِ قدرِ عریضی

۱۳۷۷ھ
ربیع الاول

بحرِ مل ہشت رکنی۔ فاعلاتن۔ فاعلاتن۔ فاعلاتن۔ فاعلاتن۔

آپ نے بخشی جو نسبت کی نشانی یا رسولؐ

زندگانی بن گئی اب زندگانی یا رسولؐ

ہو رہا ہے یوں ادا فرضِ لسانی یا رسولؐ

کر رہی ہے چشم، دل کی ترجمانی یا رسولؐ

پاؤں جس پانی سے دھویا آپؐ وہ دیں مجھے

لینے والے اور میں زم زم کا پانی یا رسولؐ

ماہ کو شوق کر کے اور ٹوٹا کے حکماً مہر کو
 آپ نے بدلائن نام آسمانی یا رسول
 آپ کے احکام سے غفلت کا یہ انجام ہے
 ٹھوکروں میں موت کی بنے زندگانی یا رسول
 آپ ہم کو جلوے دکھلا ہی رہے ہیں دن بدن
 رہ گئی موسیٰ کی حد تک تن ترانی یا رسول
 ہے یہ منشا آپ کی تحییل کے پھیلاؤ کا
 مختصر ہو جائے میری زندگانی یا رسول
 قدر کی گویائی میں فرق آ رہا ہے اس لئے
 بل رہا ہے آپ سے فیض لسانی یا رسول

(دلیف م)
 محفل نعت شریف تاج القم اجناس تاج فاروقی صفا منقذہ ۳ محرم
 بحر مضارع ہشت رکنی مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

حُب رسول میں جو ارادہ کریں گے ہم
 اس کو خدا کے فضل سے پورا کریں گے ہم

فکرِ نبی کا راز نہ افشا کریں گے ہم
 پردے کی بات پردے میں کھا کریں گے ہم

۴۸
جب بھی پڑھیں گے صحیفہ روئے رسول پاک

سجدے کے ہر مقام پہ سجدہ کریں گے ہم

تقلید یوں کریں گے صحابا کے فعل کی
ماں باپ کو رسول پہ قرباں کریں گے ہم

اے دردِ حُب سرور دیں شکر کے سوا

مر جائیں گے زباں سے نہ شکوہ کریں گے ہم

مدح نبی کرے گی اثرِ حُب زبان پر

اعجازِ بات بات میں پیدا کریں گے ہم

ہم کو فقط اطاعتِ سرور سے کام ہے

جیسا رسول چاہیں گے ایسا کریں گے ہم

اس طرح طے کریں گے رہِ حُبِ مصطفیٰ

ہر اک قدم پہ شکر کا سجدہ کریں گے ہم

واللہ ایک جلوہٴ حسنِ رسول پر

سویار ہر نگاہ کو صدقہ کریں گے ہم

اک روز مری جائیں گے ہجرِ رسول میں

اے قدر اور اس کے سوا کیا کریں گے ہم

محفل نعت شریف جناب سید سیف الدین حبیب سیف شریف منقذہ فی ۱۵۴۲ھ

بحر مضارع ہشت رکنی مفعول فاعلات مفاعیل فاعلات

لکھتے ہیں پیش نام محمد خدا کا نام
ہے فکر مصطفیٰ جو مرے مدعا کا نام
بے ساختہ لیا جو کسی نے خدا کا نام
کہتے ہیں جس کو روح رواں کائنات کی
جو ہونہ فیض روح بلالی سے نہیں آیا
فیضان ہے حیات نبی کا یہ عمل میں
اللہ پاک کی قسم اللہ پاک کو
اُن کے لئے جو مرتے ہیں یاد رسول آیا
قدرت بنائے جس کو دینے کی خاک سے

کیا ابتدا کا نام ہے کیا انتہا کا نام
ذکر رسول پاک ہے میری دعا کا نام
میری نظر میں پھرنے لگا مصطفیٰ کا نام
ہے وہ ہوائے روضہ خیر الورا کا نام
معلوم کیا ہوا اس کو حقیقی وفا کا نام
موجود ہے جہاں میں جوا تک تھا کا نام
ہر نام سے عزیز ہے خیر الورا کا نام
ہے رہبر حیات دوا می قضا کا نام
ہے عرش عشق اس دل برداشنا کا نام

بڑھ جاتی ہے زبان کی کیا قدر و منزلت

دل سے زباں پر آتا ہے جب مصطفیٰ کا نام

۱۳۷۶ھ

محفل نعت شریف مجلس غوث الثقلین منقذہ ۱۰ ربیع الاول

بحر صوت التاقوس ستمطہ چار خانہ فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن

آج ہے گھر گھر نعتِ پیبر صلی اللہ علیہ وسلم
 آج ہے گھر گھر بدعتِ سرور صلی اللہ علیہ وسلم

ہے یہ قدرتِ دستِ پیبر صلی اللہ علیہ وسلم
 قوتِ حق ہے قوتِ سرور صلی اللہ علیہ وسلم

سامنے رکھ عالاتِ پیبر صلی اللہ علیہ وسلم
 اور لکھے جامِ رحمتِ سرور صلی اللہ علیہ وسلم

آنکھ سے پرے اٹھ جاتے ہیں جلوے نظریہ سواتے ہیں
 آتے ہی یادِ صورتِ سرور صلی اللہ علیہ وسلم

شرح و بیاں کی حد سے باہر کون و مکاں کی حد سے پہنچا
 کیا کہوں کیا ہے نسبتِ سرور صلی اللہ علیہ وسلم

سُورج کوٹا چاند ہوا شوقِ جس پہ نظر کی دی اُسے رونق
 سبحان اللہ قدرتِ سرور صلی اللہ علیہ وسلم

(۷۲۴)

کیا کہوں؟ کیسے انساں تھے انسانوں کی لوحِ رواں تھے
 جتنی جنہیں حاصلِ صحبتِ سرور صلی اللہ علیہ وسلم

جن و ملک حیوان اور انسان چشمِ کرم سب پر ہے یکساں
 عام ہے بالکل رحمتِ سرور صلی اللہ علیہ وسلم

درسِ عمل تھا پیہم جاری درِ خلِ عادت تھی غم خواری
 خلق کا مرکزِ فطرت سرور صلی اللہ علیہ وسلم
 کیا کہوں میں اس دل کا قریہ تھا کبھی کعبہ اب ہے مدینہ
 اس میں ہے اب تو صورتِ سرور صلی اللہ علیہ وسلم
 ہے جسے جتنا جوشِ عقیدت دل میں جس کے جتنی محبت
 پاتا ہے اتنی قربت سرور صلی اللہ علیہ وسلم
 صبحِ خدائی شامِ خدائی آغاز اور انجامِ خدائی
 خلوت سرور جلوت سرور صلی اللہ علیہ وسلم
 ہوں میں طلب کی اس منزل میں آنکھ میں آنسو زدہ دل میں
 ہے یہ کمالِ الفت سرور صلی اللہ علیہ وسلم
 نذر یہاں دینی ہے ادب سے سانس یہاں اپنی ہے ادب سے
 ہے یہ مقدمِ مدحت سرور صلی اللہ علیہ وسلم
 سانس میں شامل دل کی تڑپ ہے قدر کے قابل دل کی تڑپ ہے
 ایسی قوی ہے نسبت سرور صلی اللہ علیہ وسلم

محفلِ نعتِ شریف جنابِ رعنا صاحبِ منقذہ ۱۹۵۶ء
 بحرِ متعارفِ المہشت رکنی۔ فحولن۔ فحولن۔ فحولن

محمدؐ یہ ہے انحصارِ دو عالم
سمٹ کر جو آئی بہارِ دو عالم
مدینے میں ہیں تاجدارِ دو عالم
کرم پر ترے انحصارِ دو عالم
محمدؐ کے نقشِ قدم ہیں نمایاں
میں کرتا ہوں سجدے درِ مصطفیٰ پر
ہے اوکلی والے تری ٹھوکروں میں
کھلی بات ہے یہ محمدؐ ہیں جن کے
یدِ مصطفیٰ کی لکیروں کے پر تو
اسی پھول میں ہے بہارِ دو عالم
مدینہ بنا یا دگارِ دو عالم
یہیں ہے یہیں ہے بہارِ دو عالم
شہنشاہِ گل تاجدارِ دو عالم
بہرِ منزلِ اعستبارِ دو عالم
بہ تو فسیق پروردگارِ دو عالم
دو عالم بہر اعتبارِ دو عالم
انہیں کا ہے پروردگارِ دو عالم
ہیں یہ سارے نقش و نگارِ دو عالم

بدل دیجئے قدر کے دل کی دنیا
ادھر دیکھئے تاجدارِ دو عالم

ردیف (ن)

محفلِ نعت شریف جنابِ محفوظ صاحب

۱۳۳۱ھ

بحرِ مضارع ہشت رکنی۔ مفعول فاعلات مفاعیل فاعلات

گم ہوں تصوراتِ رسالتِ مآب میں

ہے کیفِ خالص اس طلبِ کامیاب میں

امتِ پہلی رسول کی آنکھیں لگی ہوئی

نرے کھٹک کے نگہِ آفتاب میں

آئے تھے قتل کرنے کے لئے ۵۳
مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو بچا دیا

سہر جھلک گیا رسول خدا کی جناب میں
یہی ہے خواب میں بھی مزے قلب کی زبان

لذت ہے ایسی یاد رسالت مآب میں
ہو کیا خیال روئے محمد میں امتیاز

دل میں ہے آفتاب کہ دل آفتاب میں
جہنم سوائے ایک محمد کے اور کون

الشریاء کی نگہ انتخاب میں
یہ بھی خدا ہے پاک کی قدرت کا راز ہے

قدرت خدا کی ہے جو رسالت مآب میں
اول بھی مصطفیٰ ہیں اور آخر بھی مصطفیٰ

یوں کہنے منتخب ہوئے ہر انتخاب میں
سرکار اب کرم کی ضرورت ہے آپ کے

سرکار اُمت آپ کی ہے اضطراب میں
آئی ہے اور نہ آئے گی رُوئے نبی کی ضو

ایک آفتاب کیا ہے ہزار آفتاب میں
ہے قدر معجزہ یہ رسول کریم کا

ہوتی نہیں کسی کرم بے حساب میں

محفلِ نعتِ شریفِ قدرِ عظیمی منقذہ ۱۵۴۸

بحرِ ملِ بہشتِ مکنی۔ فاعلاتن۔ فاعلاتن۔ فاعلاتن فاعلات

ہے یہی ارمان اب میرے دل خود دار میں
بھول جاؤں سب کو یادِ احمدِ مختار میں

کر رہا ہوں دنیوی حسرت کا خون اس واسطے
سُرخ و جاؤں رسول اللہ کے دربار میں

اہلِ علم اہلِ سیوف آگاہ ہیں اپنی طرح
ہے جو ربطِ باہمی قرآن میں تلوار میں

جن کی آنکھوں نے نہیں دیکھا محمد کا جمال

حُسن کو وہ دھونڈتے ہیں مصر کے بازار میں

چہرہ انور دکھا دو یا محمد مصطفیٰ
بند آنکھیں ہونہ جائیں حسرتِ دیدار میں

دیکھنے والے ہمیشہ دیکھتے تھے شوق سے

جاذبیتِ خاص تھی روئے شہِ ابرار میں

دل میں اُس کے جلوہ گر ہے دردِ حُبِ مصطفیٰ

اس لئے اتنی تڑپ ہے قدر کے اشعار میں

محفل نعت شریف مجلس غوث الثقلین منعقدہ ۲۳ اپریل ۱۹۵۶ء

بحر مجتہد ہشت رکنی ۔ مفہم علین فعدا تین مفہم علین فعدا تین

نبی کی یاد کا احساں نہیں تو کچھ بھی نہیں
حیاتِ قلب کا ساماں نہیں تو کچھ بھی نہیں
والائے سرورِ دیشاں نہیں تو کچھ بھی نہیں
فدا نبی پہ دل و جاں نہیں تو کچھ بھی نہیں
وہ دل نہیں کہ نہو جس میں درِ حُبِ رسول
وہ بحر جس میں کہ طوفاں نہیں تو کچھ بھی نہیں
تمہیں ہولا کھ میسر حیات کے ساماں
مدینہ جانے کا ساماں نہیں تو کچھ بھی نہیں
نثار ہونے کو ہر بات پر محمد کی
ہمارے قلب میں ارماں نہیں تو کچھ بھی نہیں
مددِ حُبِ محمد سے جاننا لازم
تعیّنات و عرفاں نہیں تو کچھ بھی نہیں
وجود انہیں سے بے بالی جہان فانی کو
اگر مدینے کی گلیاں نہیں تو کچھ بھی نہیں

سہارے لاکھ مسلمان دھونڈ لیں لیکن
 بنی کا سایہ داماں نہیں تو کچھ بھی نہیں
 رسول پاک کے گیسو کی دھن میں شام و سحر
 دل اپنا قدر پریشاں نہیں تو کچھ بھی نہیں

محفل نعت شریف مولانا کامل صاحب شطاری منعقدہ ۱۹۵۵ء
 بحرِ گرضِ انجیل شازدہ رکنی فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن
 جب داغ و لائے سرور دیں اس دل پہ نمایاں ہوتے ہیں
 سمٹیں نوگل تر بننے ہیں پھیلیں تو گلستاں ہوتے ہیں
 وہ لوگ جو روئے سرور پر ہر حال میں قرباں ہوتے ہیں
 جینے پہ بھی نازاں ہوتے ہیں مرنے پہ بھی نازاں ہوتے ہیں
 چھپتے ہیں چھپانے سے بھی کہیں دیوانے رسول اکرم کے
 حالات سے ظاہر ہوتے ہیں چہروں سے نمایاں ہوتے ہیں
 صرف آپ پہ ظاہر ہیں شہ دیں وہ خود بھی نہیں مطلق واقف
 مجبورِ محبت کے دل میں کچھ ایسے بھی ارماں ہوتے ہیں
 سرکارِ دو عالم سے نسبت ہوتی ہے حقیقت میں جن کو
 وہ صاحبِ باطن ہوتے ہیں وہ صاحبِ عرفاں ہوتے ہیں

تسکین انہیں معلوم نہیں آرام و سکون وہ کیا جائیں
 گیسوئے نبی کی الفت میں جو قلب پریشاں ہوتے ہیں
 اک زایدِ ظاہر میں ہمدم یہ رازِ حقیقت کیا جانے
 طیبہ میں جو اڑنے میں جگنو وہ شمع شبستاں ہوتے ہیں
 جو زیست کا مقصد سمجھے ہیں تو فیر دلائے سرور کو
 جذبات کہیں اُن لوگوں کے محدود بہ امکاں ہوتے ہیں
 یہ مجھ کو یقین محکم ہے سلطانِ مدینہ چاہیں تو
 اُسے قدرِ مدینہ جانے کے خود غیب سے ساماں ہوتے ہیں

محفلِ نعتِ شریفِ قدرِ عربی منقذہ ۱۹ جون ۱۹۵۸ء

بحرِ محبتِ ہشت رکنی - مفاصلِ فعالیتِ منافعِ عنِ مغلان
 بہ طرزِ نوعم اُمی خطاب ہے دل میں
 سکوں کو سائنہ لئے اضطراب ہے دل میں
 خیالِ روئے رسالتِ تاب ہے دل میں
 سوالِ دید کا گویا جواب ہے دل میں
 کرم کی آپ کے حاجت ہے یا رسول اللہ
 نہ مضبوط ہے نہ سکت ہے نہ تاب ہے دل میں

نئی کے ذکر میں ہر دم جوہل رہا ہے دل
 نئی کی یاد کا گویا حساب ہے دل میں
 محمد عسریٰ آپ کی جُدا فی میں
 نرپ کا اک اثر کامیاب ہے دل میں
 ذرا عمل قدر یہ نسبت کی سرفرازی ہے
 نئی کی جو طلب کامیاب ہے دل میں

محفل نعت شریف مولانا کامل احنا شطار منعقد ۱۷ صفر
 بحر متناوب شازدہ رانی۔ فاعول فاعول فاعول فاعول فاعول فاعول

رسول اکرمؐ کرم سے اپنے مرے خیالوں پہ چھا رہے ہیں
 ہے چشمِ نم اور درو دل پر کہ مصطفیٰؐ یاد آ رہے ہیں
 شعورِ ممانعت کو اہل نسبت جو کام میں اپنے لا رہے ہیں
 ذریعہ نئی پر سردوں کو رکھ کر مقصدِ اپنے بنا رہے ہیں
 غلامِ وقت سے جی رہے ہیں حیاتِ سرکار کی بدولت
 چراغِ نسبت کے ہر جگہ پر جھبی تو یوں جگمگا رہے ہیں
 جہاں نے کروت بولی ہے آقاؐ تو ہم غلاموں کا حال یہ ہے
 ہمارے، نگہن کے پھول خود ہی ہمیں ہمارا اڑا رہے ہیں

بتا رہے ہیں عمل سے اپنے نبیؐ کو غم ہے ادب کے قابل
 سروں کو دامن پہ رکھ کے آنسو سلیقہ غم سکھا رہے ہیں
 قدم قدم پرستانے والے رسول اکرمؐ کے خادموں کو
 ہزار بار آزمائے تھے مگر ابھی آزمایا رہے ہیں
 سلوک کا سلسلہ ہے جاری ہے بخودی یا رسولؐ طاری
 ہم اپنی نظروں کو رفتہ رفتہ تمھارے قابل بنا رہے ہیں
 ہے آرزو قدر ہے نوا کی بہ صوتِ سرمد کوئی یہ کہہ دے
 مدینہ جیل فوراً اب یہاں سے رسول اکرمؐ بلا رہے ہیں

محفلِ نعتِ شریف مولانا کا کل حبِ شطاری منعقدہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۵۸ء

بحرِ ہرج و مرجِ دشمن الارکان : مفعول مفاعیل مفاعیل فعلان

آسکتی نہیں شانِ محمدؐ کی کسی میں
 پالیتا ہوں میں جو د کو مدینے کی گلی میں
 جو عمر بسر محبتِ دیدہ نئی میں
 پاؤ گے نہ یہ لطفِ حیاتِ بادی میں
 ہے ابھی ششِ نقشِ کتبِ بے نسی میں
 سنان میں برمی ہیں اویں قری میں

اک نورِ مجسمتِ عیالے عربی میں
 جب ہوتا ہوں تجھ یادِ رسواغِ بانی میں
 ہے عبادتِ خالصہ میں سامانِ بیاباں
 مگر تو زرا دیکھو رسولؐ مرئی ہے
 ہے عرف بھی لہجہ بھی ہوئی جاتی ہے بہت
 مربوط ہیں عشقِ نبیؐ کو نیز ان کڑیاں

موجود ہیں اے قدرِ رز و عالم کے محاسن
مکی ندنی ہاشمی و منسلبی میں

محفل نعت شریف قدرِ ادب منعقدہ ۱۹۶۰ء

بحر ہرج سالم ہشت رکنی مفاہیلین مفاہیلین مفاہیلین

نبی کی یاد کو جو بھی حیاتِ دل سمجھتے ہیں

وہ اپنے ہر نفس کو جادہٴ منزل سمجھتے ہیں

نبی سے رہ کے غافل خود کو جو عاقل سمجھتے ہیں

وہ ہر اک راستے کی موڑ کو منزل سمجھتے ہیں

اُسے تقسیم کرتے ہیں وہی شے سرفرازی سے

ابوالقاسم محمد جس کو جس قسائل سمجھتے ہیں

نبی کا نام لیتے ہی جو آج تاجِ آنکھوں میں

حقیقت میں ہم اس آنسو کو بادل سمجھتے ہیں

محمد کی محبت کے نتائج جاننے والے

خدا کے فضل سے مفہومِ درِ دل سمجھتے ہیں

وہ اہل کار و اہل واقف ہیں جو راہِ حقیقت سے

نبی کی راہ کو سران کی منزل سمجھتے ہیں

چڑھالیتے ہیں کاندھوں پر سلائیے ہیں بستر پر
علیٰ کو سید الکونین اس قابل سمجھتے ہیں

محمد کے غلاموں کے غلاموں کے غلام اے دل
وفاداری کو اپنے خون میں شامل سمجھتے ہیں
ہیں قدر آگاہ جو من گنت مولا کی نزاکت سے
علیٰ کو وہ نبی کی ذات میں شامل سمجھتے ہیں

ردیف (و)
محفل نعت شریف جناب کاتب صاب (ناپلی)
بحر ہزج ہشت رکنی۔ مفعول مفاعیل مفاعیل فعلن

ظاہر میں لقب جس کا شبہ ہو دوسرا ہو
لازم ہے کہ باطن میں نہ کچھ اس سے ہو
کچھ ایسا کرم آپ کا یا شاہ ہدا ہو
قیدِ غم دوری سے یہ پابند رہا ہو
صدقے میں نگاہِ کرم و لطف کے آقا
حالت پہ مری ایک نظر بہرِ حُدا ہو

اے حسرت دیدارِ مدینہ ترے صدقے
تو دل میں مرے جب ہو تو پروا مجھے کیا ہو

آئیں جو نظر خواب میں سرکارِ مدینہ
ہر ایک نظر قدموں پہ متواثر ہوا ہو

ہو ایسے اب تجھ کو مدینہ، کہ نہیں تاب
آگے نہیں معلوم کہ حالت مری کیا ہو

دہلیزِ پیمبر پہ جو پیشانی کو رگڑوں

پھر از سر نو کذبہ تفتدیر نیا ہو

اس منہ سے ہے عشقِ نبوی کا تمہیں دعویٰ

اے قدر تم اب خود کو بھی سمجھے ہوئے کیا ہو

محفلِ نعتِ شریفِ جنابِ سیدِ الدینِ جنابِ سیفِ سرمنقذہ

بحرِ ملِ بہشتِ رکنی۔ فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن

اُلفتِ سرورِ دیں کی رملی دولت مجھ کو

بادشاہی سے فزوں ہے مری غربت مجھ کو

یا نبی صرف اسی کی ہے ضرورت مجھ کو

آپ فرمائیں عطا دردِ محبت مجھ کو

ایسا کھوجاؤں مدینے کے گلی کو چوں میں

حشر تک نہ ٹونڈے جہاں میں مری قسمت مجھ کو

میری تعمیر میں ہے خاکِ مدینہ شامل

کیوں نہ ہر زرد و طیبہ سے ہوا نست مجھ کو

یادِ سرکارِ دو عالم میں مرا دم نکلتے

کم سے کم اتنی تو حاصل ہو سعادت مجھ کو

وقت پر غیب سے کرتے ہیں مدد یوں شہرِ یں

اپنے عبادت پہ خود ہوتی ہے حیرت مجھ کو

حبِ سرور کا نہ احساس ہوا تھا جب تک

نہیں معلوم تھی خود اپنی حقیقت مجھ کو

ہے تصور میں درِ سرور میں پرور اس

آج حاصل ہوا عرفانِ عبادت مجھ کو

قدرِ رگِ رگ میں رواں ہے جری خوانِ شہر

اس طرح شاؤ دو عالم سے ہے نسبت مجھ کو

نعتِ شریف بہ ذوقِ طبع سورہ ۱۰ اگست ۱۹۶۹ء

بحرِ ہرج شش رکنی - غافلین بنفا غیبان فعیون

مشادی میں نے یوں اپنی خودی کو

لٹا کر مصطفیٰ پر زندگی کو

مجھے صورتِ دکھانی ہے نبی کو

جیسی تو اشک سے منہ دھو رہا ہوں

دو روزہ زندگی پر مرنے والے
 نبیؐ نے بول کر مَنْ کُنْتُ مَوْلَاً
 زرا دیکھیں نبیؐ کی زندگی کو
 بٹھایا اپنی مسند پر علیؑ کو
 محمدؐ کا فدائی جانتا ہے
 اٹھا سکتی نہیں اٹھ کر قیامت
 نبیؐ کے در سے خدام نبیؐ کو
 جیسے چاہا محمدؐ مصطفیٰؐ نے
 ملی کوئین کی نعمت اُسی کو

نجات لے قدر اس میں ہے تمھاری
 نبیؐ پر وقف کر دو شاعری کو

دلیف (۵۱)

محفلِ نعتِ شریف جنابِ سید سیف الدین ضا سیفؒ شریفیؒ ۱۹۵۵ء
 بحر ہرج ہشت رکنی۔ مفعول مفاعیل مفاعیل فعلن

پھیلا ہوا دنیا میں ہے فیضانِ مدینہ
 کوئین کے سلطان ہیں سلطانِ مدینہ
 حسینؑ ہیں جب سُنبل و ریحانِ مدینہ
 کیا پوچھتے ہو شانِ گلستانِ مدینہ
 سرکارِ دو عالم کی سکونت کا سبب ہے
 کعبے کے مقابل میں جو ہے شانِ مدینہ

عارف کی نگاہوں میں وہ ہے عرشِ جنت

جو قلبِ کعبہ کا حلِ ارمانِ مدینہ
کب دیکھتے ہیں خلد کو وہ آنکھ اٹھ کر

ہے جن کی نگاہوں میں گستانِ مدینہ
کعبے کا طواف ایسا میسر ہوا الہی

نظر میں مری بیوقوفی نہیں قربانِ مدینہ
سرکارِ دو عالم ہیں جو کعبے کے محافظ

اللہ تعالیٰ ہے نگہبانِ مدینہ
ڈرائن کے غلاموں کو یہاں کا نہ وہاں کا

سلطانِ دو عالم کے ہیں سلطانِ مدینہ
پھر روک نہیں سکتی اسے کوئی بھی قوت

بلوایں مدینہ جسے سلطانِ مدینہ
ہے آپ کی اس وقت زمانے کو ضرورت

آجائے آجائے سلطانِ مدینہ
کی خوف اسے ہو گا سب جہاں کا
ہے قدرِ غلامِ آپ کا کسٹنِ مدینہ

محفلِ نعتِ شہرِ لیفِ حنا سید سیف الدین حنا سیف شہر فی منقذہ ۱۹۵۵ء

بحرِ مضارع مثنیٰ الارکان - مفعول فاعلات منفاعیل فاعلات

نیکے جو روحِ یادِ رسول خدا کے ساتھ

اک تازہ زندگی ملے مجھ کو فنا کے ساتھ

ہر شے ہے کائنات کی خیر الورا کے ساتھ
پلٹے ہیں دو جہانِ نبی کی ردا کے ساتھ

تقدیر کی قسم وہ بڑے خوش نصیب تھے

سائے کی طرح رہتے تھے جو مصطفیٰ کے ساتھ

بسترِ مصطفیٰ کے ہیں حیدر تو، مصطفیٰ

معراج میں ہیں عیش پر ربُّ العالی کے ساتھ

غزوات میں سفر میں وطن میں نماز میں

خیر الرجال رہتے تھے خیر الورا کے ساتھ

طرزِ شفاعتِ شہرِ کونین دیکھ کر

جراتِ خطا کی بڑھنے لگی ہر خطا کے ساتھ

گیسوائے مصطفیٰ کا ہوا ذکر کیا کہیں

اے قدرِ اہی ہے جو خوشبو ہوا کے ساتھ

محفل نعت شریف جناب کاتب صاحب (پہلی)

بحر ہرج ہشت رکنی۔ مفعول مفاعیل مفاعیل مفعولان

یوسف سے ہزاروں مرغی بیدار مدینہ
 سنو باغوں کا اک باغ ہے گلزار مدینہ
 خورشید قیامت کی نمازت کا خطر کیا
 طیبہ کو چلی جائے گی کیا بعد فنا روح
 ہیں کیف مے عشق محمد سے یہ شہ شہ
 دل کو مرے بوشمع رسالت کی لگی ہے

اس حسن کا بازار ہے بازار مدینہ
 فیضان کے گلہ سے ہیں اشجار مدینہ
 سر پہ جو رہے سایہ دیوار مدینہ
 کیوں موت کو ملے استیلا بکار مدینہ
 ہشتیار میں ہشتیار میں میخوار مدینہ
 سینہ بہ مرا مطہر انوار مدینہ

دُرِ حشر میں کیا اس کو سزا اور جزا کا
 جب قدر کے سرکار میں سرکار مدینہ

ردیف (کی)

محفل نعت شریف عبدالجلیل صاحب منعقد ۱۹۵۱ء

بحر ہرج سالم مثنوی الاکوان مفاعیلین مفاعیلین مفعولان

نقوش پائے سرکارِ دو عالم پر جو قرباں ہے

اسے جینا بھی آساں ہے اسے مرنا بھی آساں ہے

مُحَمَّدٌ مَوْجِدُ انسانیّت ہے رُوحِ عرفاں ہے

نہد اکوثر جس انسان پر ہے یہ وہ انساں ہے

خیال گیسوئے اہد میں جس کا دل پریشان ہے

سکونِ عالمِ امکاں تڑپ پر اس کی قریاں ہے

غمِ بجزِ شہِ یثرب کے داغوں کا یہ احساں ہے

مرے سینے میں میرا دل نہیں ہے اک گستاں ہے

مُحَمَّدِ مَعَالِ و ماضی میں ترا منشاء نمایاں ہے

فسانے کا ترے کردارِ ابرار، سیمِ عنواں ہے

اسی سے عظمتِ اسلامِ دنیا میں نمایاں ہے

کہ ابِ دنیا کے ہر اک گوشے گوشے میں مسماں ہے

وہی مردِ مجاہد ہے مُحَمَّدٌ مُسْتَفِیْ اے دل

خراست جس کی منت کش سیاستِ حقِ نازاں ہے

مدینہ چونکہ ہے آرام گاہِ سرورِ عالم

وہاں کا گوشہ گوشہ اس لئے جنتِ بدایاں ہے

مُحَمَّدٌ مُسْتَفِیْ پر کیوں نہ ہو انسانیّت نازاں

یہی انسانِ مہربان جس کے دل میں رہنا ہے

خدا ہی ہے جس کے ساتھ وہ دُرتا نہیں ہرگز

مُحَمَّدٌ مُسْتَفِیْ کی ہر روشنی سے یہ نمایاں ہے

کسی عالم میں غافل ہونے دیتی ہی نہیں اُس کو

نبی کی یاد پیہم کا ہمارے دل پر احسان ہے
ہے اس میں قدر دولت در دہشت ہم ویزیں کیا
و ادل اس لئے شانہ رُٹ اپنی نازاں ہے

محفل نعت شریف خاندانِ نبویہ

بجز منہ سے نہ نکلے گی۔ مضمونِ فائدت منہ سے نہ نکلے گی۔
تبیخ سے بڑھ کر ہے اہل بیت رسول کی
درکار اس سے بہت عت پرستوں کی
مہم غم بھر کرین کہتی ہے مروتی
ایمان سے فالان چاہتے فوسب ہیں
انسانیت کا ایک مگر نہ مہم ہے
مہم کی رسول کے خلیل یہ ہے
ہے فرض و ہیں مسلمانوں کو با یقین
لونا کے آفتاب کو شوق کر کے ماہ کو
ایمان کو ہمارے سلامت رکھے خدا
اس وقت ہم ضرور دینے کو جائیں گے

ہمیں کرتے جاوے دولتِ رسول کی
رحمت تھی حق میں جنتِ رسول کی
پیشِ خدمت جو دولتِ رسول کی
دولت کی یہ ہم کو بدولتِ رسول کی
دائمہ سیدھی ہارچی یا ستِ رسول کی
برسبہر انتہا از محبتِ رسول کی
ہر وقت سامنے ہے بہرِ رسول کی
قدرتِ بڑی کہ الی قدرتِ رسول کی
اس واسطے کہ یہ امانتِ رسول کی
جس وقت ہم کو آئے گی دعوتِ رسول کی

معراج سے ثبوت ملا قدرت یہ ہمیں
وحدت کے دائرے میں ہے وحدت رسول کی

محفل نعت شریف قدرِ عمرِ نبوی منعقدہ ۱۹۵۲ء
بڑھنچ منٹس الارکان۔ مفعول مفعولین مفعول مفعولین

پہنچیم رسل ان سے اسلام کی عزت ہے
جن کو جس نہ مول کو خدائیں آپ کے نسبت ہے
کعبہ نبی جو عمرِ مرت ہے طیبہ کی جو عظمت ہے
سرکارِ دو عالم کے احساں کی بدولت ہے
کر نے تہ قمر کے شفقِ نازیب یہ حقیقت
اللہ کے بندوں میں اللہ کی قدرت ہے
حُبِ تہِ نیرب میں یادِ شہِ بطحا میں
جینا ہی سعادت ہے مرنا بھی سعادت ہے

باندھے ہوئے ہے پیچر وہ پیٹ پہ فاقے میں
مرد و ان کو چلانے کی جس ذات میں قدرت ہے
ہے حد سے زیادہ خوش دل یادِ محمد میں
یہ گوشہ تنہائی گویا مری جنت ہے

کیا روئے محمد کو نسبت رُخ یوسف سے

وہ اور ہی صورت تھی یہ اور ہی صورت ہے

پھر کنکریاں کلمہ پڑھنے کی ہے اب حاجت

پھر سرورِ عالم کی دنیا کو ضرورت ہے

اے دیدہ نگاہِ ہر ہیں معلوم ہے کیا کچھ کو

ہر زرہِ طیبہ میں دنیا کی حقیقت ہے

سرکارِ مدینہ کے خود جانتے ہیں اُس کو

جو کچھ مرانتا ہے جو کچھ مریا نیت ہے

وہ مصحفِ یزداں ہے رُخِ شاہِ دو عالم کا

جس کی ہر اک آیت پر سجدے کی ضرورت ہے

قدرِ اُس کو لٹاتا جاتا تو یادِ محمد میں

جب تک ترے قبضے میں انفاس کی دولت ہے

محفلِ نعتِ شریفِ قدرِ عظمیٰ منقذہ ۱۴۵۶ھ

بحرِ ہرجِ سالمِ مثنوی الارکانِ مفاہیمِ مفاہیلِ مفاہیل

رسول اللہ کی معراج کا کیا صاف منظر ہے

جو آئینے کے باہر ہے و آئینے کے اندر ہے

حقیقت میں انہیں آنکھوں کو دیکھنا ہی میسر ہے
جن آنکھوں کے مقابل میں نبی کا رُخ ہے

ابوالقاسم محمد ابن عبد اللہ بنی ہاشم
یہ وہ انسانِ کامل ہے جو ہر انسان سے بہتر ہے
سے نیند اس کی یہ جس نے کر دیا بیدار انسان

زمین پر سو رہا ہے اور اپنے ہاتھ پر کمر ہے
صحابائے رسول اللہ ہیں ایسے مقاموں پر
فلک کا ہر ستارہ جس طرح اپنی جگہ پر ہے

رسول اللہ کے آئین احکام خدا ہیں سب
وہی تنظیم حق کی ہے جو تنظیمِ ہم پر ہے
خدا کے فضل سے دونوں میں ہے حبیب کی مٹے

ہمارا قلب شیشہ ہے ہماری آنکھ ساغر ہے
رسالت کے فلک پر خیر محمد ہیں مہِ کامل
اور ان کا ہر صحابی اک ستارے کے برابر ہے

خدا توفیق دے جن کو نماز ایسی وہ پڑھتے ہیں
کہ سجدے میں ہے سر پیش نظر وٹے ہم پر ہے
رسول اللہ نے بوسہ دیا ہے شگ اسود کو
بڑھی کعبے کی عظمت فخرِ شمس یہ وہ چہر ہے

محفل نعت شریف قمر غریبی منقذ ۱۹۵۲ء

بحر متقارب بہشت رکنی - فعولن فعولن فعولن فعولن

مدینے میں ہوں کیا یہ جنت نہیں ہے
بلایا ہے جسے آستان مصطفیٰ کا
مقام ایسا وہ کونسا ہے جہاں میں
خدا کی حمد الٰہی میں ہر ذرہ ذرہ
تبی ہیں تصویر میں اے موت کمال
سہیل و عطار دُشربارِ تسل کو

مجھے خلد کی اب ضرورت نہیں ہے
اُسے سراٹھانے کی فرصت نہیں ہے
جہاں سرور دیں کی اُمت نہیں ہے
ضرورت سے ہے بے ضرورت نہیں ہے
مجھے آج مرنے کی فرصت نہیں ہے
مدینے کے بڑوں سے نسبت نہیں ہے

بلایا ہے احمد نے اے قدرِ اہل
تڑپنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے

محفل نعت شریف جناب سید سیف الدین صاحب سیف شرفی ۱۹۵۵ء

بحر رمل مشتمل الارکان - فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

ہمت یاد نہی قلب مرا پانے سے

خوف کرتا ہے تڑپنے سے نہ تڑپانے سے

۷۴
پی کے آئے ہیں مدینے کے جو میخانے سے

زندگی بھروہ نظر آتے ہیں مستانے سے

اس طرح ملتے ہیں آپس میں قدا یاں رسول

جیسے پروانہ گلے ملتا ہے پروانے سے

قسمت اُس کی ہے ملے جس کو مئے حب نبی

دست توحید سے عرفان کے پیمانے سے

حب اللہ و محمد کا ہے سر آن گواہ

شان افسانے کی ظاہر ہے خود افسانے سے

ہو گئی ہے دل بیمار کو عتحت حاصل

صرف تھوڑی سی مدینے کی ہوا کھانے سے

شمعِ حب شہِ دیں دل میں ہے جن کے روشن

ہوتی ہے انست انھیں شمع سے پروانے سے

آتے ہی دوری میخانہ طیبہ کا خیال

مئے غم گرنے لگی چشم کے پیمانے سے

صاف کہتے ہیں یہ حالاتِ اولیں اور بلال

دونگا ہوں کا تعلق ہے اک افسانے سے

ایک ہی پل میں ہوئی قدر کی مشکل آساں

وقت پر سرور کو نین کی یاد آنے سے

محفل نعت شریف مجلس غوث الثقلین منعقدہ ۲۲ اپریل ۱۹۵۶ء
بحر مضارع ہشت رکنی - مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

بالغیب ہو گئی جو عنایت رسول کی
ہم کیا سمجھ سکیں گے فضیلت رسول کی
اس طرح مرے دل میں آفت رسول کی
تکمیل کائنات ہے نعت رسول کی
اس بندہ خدا میں خدائی صفات ہیں
انساں تو کیا فرشتوں کو اس کی حیرت
فاقے کے ساتھ اضافہ بھی پیچہ کا پیٹ
رحماء بین ہم سے نہ کیوں ہم ہوں مطمئن
ہیں بے شمار آج بھی دیوانہ رسول
سایہ قدر رسول کا بن کر خدا کے پاک
ناممکنات کو بھی تو ممکن بنا دیا
آنکھوں سے ان کی آنکھوں پر قربان ہے

انساں بنادی مجھ کو محبت رسول کی
اللہ جانتا ہے حقیقت رسول کی
جہاں ہے جیسے مجھ کو معیت رسول کی
نہ تم نبوتوں کی نبوت رسول کی
قدرت سے ملتی جلتی ہے قدر رسول کی
اک راز حق ہے خلوت و جلوس رسول کی
کیا حیرت آزمائشی ریاضت رسول کی
موقوف جبکہ ہم یہ ہے حیرت رسول کی
ہے آج بھی دلوں پر حکومت رسول کی
ہر وقت کر رہا تھا حفاظت رسول کی
نظارہ ہے اس سے شان ستار رسول کی
ہر دم جو دیکھتے رہے صورت رسول کی

اے قدر سچ تو یہ ہے کہ دونوں جہان میں
کافی ہے تیرے واسطے نسبت رسول کی

۱۹۵۶ء

تحفل نعت شریف مجلس غوث الثقلین منعقدہ ۲۵ جولائی

بحر ہرج مٹھن الدکن مفعول مغایلیں مفعول مقایسین

ہر شے پر حکومت ہے مختارِ دو عالم کی

یہ شان ہے یہ عظمت سرکارِ دو عالم کی

رونق نہ بڑھے کیوں کر بازِ دو عالم کی

جینی ہو نبات و دولت سرکارِ دو عالم کی

چھائے ہوئے ہیں ہر سوا و بادینے کے

سموت بھی ہے خود جلوت سرکارِ دو عالم کی

قدرت کی ہر اک شے پر قابو ہے ہر ہوش

ہے اسرارِ عین قدرت سرکارِ دو عالم کی

یاد شہرِ دین میرے انفاس کی، ناک ہے

ہے روح مری الفت سرکارِ دو عالم کی

اللہ کی عبادت میں اک جز ہے عبادت کا

اس شان کی سنت سرکارِ دو عالم کی

ہر کام محمد کا انسانیت افزا ہے

ہر بات میں ہے حکمت سرکارِ دو عالم کی

وہ لوگ حقیقت میں محرومِ دوعالم ہیں

جن لوگوں سے نہ کی خدمت سرکارِ دوعالم کی
اے قدر میں واقف ہو سرکارِ دوعالم کے
جس حال میں ہے خدمت سرکارِ دوعالم کی

محفلِ نعتِ شریف بہ تقریبِ سحر برہنہ شامِ شہدائے ۱۹۵۶ء
بحرِ مجتہد بہشتِ رکنی۔ مناعانِ فضلان۔ مناعانِ نعین

رسولِ پاک کی چوکت جو یاد آتی ہے	حیاتِ نور سے سج دیں پیرت پانی ہے
ترپ ہے دل کو میسر نگاہ کو جو ہے	یہ سب صدقِ افغانِ مصطفائی ہے
خدا گواہِ مصیبت میں احثِ غمِ غریب	نبی کی یاد بہر حال کام آتی ہے
محمدِ عربی دل میں جود فرما ہیں	تصویرات کی منزل یہ انتہائی ہے
ہے یہ نبی کی عنایت ہے یہ نبی کا کرم	نبی کی دوست نسبت جو ہاتھ آتی ہے
نبی کا در ہے تصویر میں سے سچے میں	اس ابتدا میں عجب شانِ انتہائی ہے

ہر ایک سانس ہے کیون قدر کے قابل
حیاتِ بن کے محمد کی یاد آتی ہے

محفلِ نعتِ شریف بہ محبسِ غوثِ نقیبین منقذہ جنوری ۱۹۵۶ء
بحرِ کشائیں شادہ رکنی۔ مناعانِ فضلان۔ مناعانِ نعین

قرآن نہیں کہہ سکتے جب معلوم ہو آخر کیا کہئے
قرآن کے لفظوں میں تجھ کو اے مدح پیمبر کیا کہئے

گویائی نہیں ہے اس قابل الفاظ نہیں اس کے حال
اے چشم طلب اے ذوق نظر کیا ہے رُخ سرور کیا کہئے

ہاتھوں کی لکیریں حمد کی تفصیل نظام قدرت ہیں
پڑھئے تو سنبھل کر کیا پڑھئے کہئے تو سمجھ کر کیا کہئے

سرکارِ دو عالم کو اس نے سینے میں چھپایا ہے اپنے
طیبہ کے مراتب کیا کہئے طیبہ کا مقدر کیا کہئے

دیوانے رسول اکرم کے اس سوچ میں میٹھے ہیں خائش
مدہوشی میں سب کچھ کہہ گزرے اب بخش میں آکر کیا کہئے

اوصاف رسول اکرم کے اوراقِ بیہ میں ہر گل کے رقم
کونین کے گوشے گوشے میں کتنے ہیں یہ دفتر کیا کہئے

دل ہوتا ہے مضطرب آنکھیں نم ماشا اللہ سبحان اللہ
تاثیر ہے کیا لفظوں میں ترے اے مدح پیمبر کیا کہئے

آنکھوں کی زباں اور دل کی صدا بہت پہ محمد کی ہر فدا
حق اپنا کیا دونوں نے ادا دونوں کا مقدر کیا کہئے

حیران مجھے کر دیتا ہے اے قدرِ صدق نسبت کا
لکھوائی گئی ہے کیا جلدی مدحِ رُخ سرور کیا کہئے

محفل نعت شریف مولانا کامل صاحب شطاری منقذہ ۲۷ ربیع الاول ۱۳۷۷ھ
بحر ہرج مٹمن الارکان - فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن

مصطفیٰ نے دی مجھ کو زندگی محبت کی
لطف دے رہی ہے اب آگہی حقیقت کی
مصطفیٰ کو عادت تھی خلق کی مروت کی
مصطفیٰ کی باتوں میں روح تھی مودت کی
یاد مصطفیٰ مجھ سے کہہ رہی ہے سجدے میں
داعل عبادت ہے بے خودی عبادت کی
دردِ حُب احمد کے راستے میں ہوں اب میں
پیچھے رہ گئی منزلِ عبر کی قناعت کی
دورِ مصطفائی میں کرتے تھے عمل جس پر
ہم کو آج بھی حاجت ہے اُسی اخوت کی
ستونِ نماز سے افضل اک خلوص کا سجدہ
سندگی حقیقی ہے بندگی محبت کی
ہر جگہ ہیں دنیا میں مصطفیٰ کے دیوانے
شان ہے وہی باقی آج بھی نبوت کی

صاحبانِ نسبت کہ سلسلہ یہ کہتا ہے

مُصِطَفٰی سے ملحق ہے ہر کڑی حقیقت کی

قدردانِ حق یہ ہے مُصِطَفٰی نہ چاہیں تو

زور سے بچ نہیں سکتے ہم کبھی مشیت کی

مُحَلِّ نعتِ شریف علامہ نجم افندی عطا منقذہ ربیع الاول ۱۳۷۷ھ

بحر ہرج ہرشت زکینی - مفا عیلین مفا عیلین مفا عیلین

دیا احمد نے ہم کو درس کیسی کیسی حکمت سے

شجاعت سے ریاضت سے قناعت سے عبادت سے

رسول اللہ نے انسانیت کی پرورش کی ہے

توجہ سے تَلَطُّف سے نوازش سے عنایت سے

نظامِ اسلام کا اکمل کیا ہے سرورِ دیں نے

شرافت سے صداقت سے مروت سے محبت سے

سکھائے ہیں محمدؐ نے طریقے ہم کو بچنے کے

گناہوں سے بلاؤں سے حوادث سے مصیبت سے

لیا حسبِ ضرورت کام سرکارِ دو عالم نے

اشاروں سے کنایوں سے نگاہوں سے ہدایت سے

رسول اللہ کی تنظیم کو ربط مسلسل ہے^{۸۱}

فروعوں سے اصولوں تک جہانت سے ریاست

محمد کا فدائی قدر ہر دم کہم لیتا ہے

حمیت سے مودت سے اخوت سے محبت ہے

محفل نعت شریف تقریب سن ہشتاد^{۱۳۷۷ھ} منقذہ جہاد فی سبیل اللہ (حقیقہ)
بحر ہرج بشت رکنی مفاہیلین مفاہیلین مفاہیلین

خیال مصطفیٰ کو نذر دے کر چشم تریں نے

ادب سے نعت لکھی ہے بہ عنوانِ نظر میں نے

تصور میں تہی کے پائے جس جا دیدہ وریں نے

کیا حاصل نظر سے اُن کی عرفانِ نظر میں نے

مجھے آنکھوں پر اپنی ناز ہے اس واسطے اے دل

نئی کے نور سے سیکھے ہیں آدابِ نظر میں نے

نئی کی یاد نے دل کو بنایا کعبہ ہستی

نظر آیا یہ محمد کو دل پہ ڈالی جب نظر میں نے

تجلی شہنشاہِ دوعالم کے تصدق میں

کیا ہے اپنا دل روشن بہ تو فوقِ نظر میں نے

زیبہ قسمت مجھے اک نور کی دنیا نظر آئی
 جمادی نقش پائے مصطفیٰ پر حجب نظر میں نے
 تصور میں کئے ہیں گنبدِ خنجر اکے نظارے
 فدا یانِ نبی سے مانگ کر تابِ نظر میں نے
 فقیرانِ محمدی میں ہے شانِ شہنشاہی
 فقیروں ہی سے لی ہے دولتِ فکر و نظر میں نے
 اُجالا ہی اُجالا ہو گیا اے قدر آنکھوں میں
 نبیؐ کے نور پر قربان کر دی جب نظر میں نے

محفلِ نعتِ شریف سیفِ جموی عتار۔ منعقدہ ۱۳۷۷ھ

بحرِ غریب (۱۶) رکنی۔ فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن
 جب یادِ نبیؐ تڑپاتی ہے احساسِ فراواں ہوتا ہے
 دلِ درد کی ہر اک کروٹ پر تنو جان سے قربان ہوتا ہے
 جس وقت نسیمِ طیبہ کا انفاس پر احساس ہوتا ہے
 کھل جاتے ہیں گلِ سب آراں کے دل میرا گمستاں ہوتا ہے
 یا سرورِ دیں حاصل جس کو سرکار کا عرفاں ہوتا ہے
 انسانیت اُس کو ملتی ہے کامل وہی انساں ہوتا ہے

پٹکے کا کمر سے نکل جانا مسراج کا عنوان ہوتا ہے
 قوسین کے اک جا ہونے کا اک آن میں ساں ہوتا ہے
 مل جاتی ہے قسمت سے جس کو کشتی ولائے سرور دس
 کرتا ہے وہ موجوں کی تنظیم اور مالک طوقاں ہوتا ہے
 آفت نہیں آسکتی اُس پر تکلف اُسے چھو سکتی نہیں
 مَرتا ہے جو احمد پر ہر دم جلیا اُسے آساں ہوتا ہے
 ایقانِ طلب کی منزل پر ہو جس کی سانی قسمت سے
 ہر لفظ رسول اکرم کا اُس کے لئے قرآن ہوتا ہے
 مجبور میں خود ہو جاتا ہوں کرنے کے لئے اپنی عظمت
 احساں ولائے احمد کا اس شانِ احساں ہوتا ہے
 اور ادنیٰ کے ناموں کے عکاس ہیں تو مطلق کے
 اے قدرِ دل کا سب جب تو آئینہ عرفاں ہوتا ہے

محفلِ نعتِ شریفِ قدرِ عریضی - منعقدہ ۱۳۷۷ھ

بحرِ ہزج سالم ہشت رکنی مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

نیکلتے ہی کمر سے شاہ کی پٹکا یہ کہتا ہے

نئی کا جسم پاکیزہ لطافت کا سراپا ہے

جدِ صمد دیکھو وہی نورِ مجرّد کا سرِ مابہ
 جدِ صمد دیکھو محمد کا اُجالا ہی اُجالا ہے
 خدا کا گھر ہے دل، دل میں تصویرِ مصطفیٰ کا ہے
 تعجب کی جگہ یہ ہے کہ مکے میں مدینا ہے
 جھکا دیتی ہے اُس کے آگے سرِ پناہِ اکِ حسرت
 تمنا ہے رسول اللہ سلطانِ تمنا ہے
 یہ ظاہر ہے تمنا ہے ہاتھ میں تسبیح ہے زاہد
 ہمارے ہاتھ میں دامنِ محمد مصطفیٰ کا ہے
 تعجب سے نہ دیکھو ہم سفرِ مجھ کو دینے کے
 مرا ہر سجدہ، تخطیمِ تشریحِ تمنا ہے
 وراثت میں، غلامی میں نے پانی ہے محمد کی
 درِ اقدس سے آفا کے جی بھی تو ربطِ ایسا ہے
 نبی کی یاد میں بھی ارتقائی راز ہے یہاں
 نبی کا نام جب لیتا ہے غنچہ پھولِ بنتا ہے
 پیے، تعظیمِ سیر کے ساتھ دِل کو بھی جھکا دیجے
 ادب کے قدر کے قابلِ تصویرِ مصطفیٰ کا ہے

محفل نعت شریف بہ عرس بہشتیہ ۵ - ۱۶ جمادی الاول ۱۳۷۸ھ (بقیہ)

بحر ہرج شش رکنی - مفاہیلین - مفاہیلین - مفاہیلین

جو دل میں درد ہے آنکھوں میں غم ہے
دراقدس یہ سر اپنا جو جسم ہے
دو عالم کی نہیں ہے فکر مجھ کو
جدھر دیکھو نظر آتے ہیں جلوے
میں ہر دم پار ہا ہوں زندگانی
ہیں جو علم و ادب اجڑائے اسلام
شفاعت اور رحمت کو مجھے جوش
مسائل یاد آتے جا رہے ہیں
نبی کا قدر پر جب سے کرم ہے

محمد کی نوازش ہے کرم ہے
کرم ہے یہ محمد کا کرم ہے
یہ سب کا ردو عالم کا کرم ہے
یہ انوار محمد کا کرم ہے
نبی کی یاد کا ایسا کرم ہے
شہ آدمی لقب کا یہ کرم ہے
یہ سب اپنی خطاؤں کا کرم ہے

محفل نعت شریف غمشت یک صاحب انیکٹروٹین غریب منقذہ ۱۸ ستمبر ۱۹۵۹

بحر ہرج سالم ہشت رکنی - مفاہیلین - مفاہیلین - مفاہیلین

دل اسلام میں اب تک حرارت مصطفیٰ کی ہے
سرخ اسلام پر اب تک ملاحت مصطفیٰ کی ہے

۸۶
ہے نازاں جس پہ ہر حکمت وہ حکمت مُصطفیٰ کی ہے
ہے قرباں جس پہ ہر عظمت وہ عظمت مُصطفیٰ کی ہے

ہوئی مُعراج شب میں اور دین میں دین حق پھیلنا
وہ خلوت مُصطفیٰ کی تھی یہ جلوت مُصطفیٰ کی ہے

علامانِ محمد مُصطفیٰ کو ہے یقین اس کا
محبت مُصطفیٰ کی خود معیت مُصطفیٰ کی ہے

خدا شہید ہے جس کے حسن صورت حسن سیرت پر
وہ صورت مُصطفیٰ کی ہے وہ سیرت مُصطفیٰ کی ہے

اُجال ہے اُسی سورت کا ہر آیت پستراں کی
کلام اللہ میں جو خاص سورت مُصطفیٰ کی ہے

فتنا فی اللہ کی منزل کا جادہ ہیں رسول اللہ
خدا میں اور بندے میں مہر سلطنت مُصطفیٰ کی ہے

کچھ ایسے بھی حقایق ہیں کہ جن سے صاف ظاہر ہے
خدا اے مُصطفیٰ کو بھی ضرورت مُصطفیٰ کی ہے

شرف نسبت کا جو بخش گیا و تدر عریضی کو
علیٰ کی سرفرازی عنایت مُصطفیٰ کی ہے

محل نعت شریف قدر عظیمی۔ منعقدہ ۱۹ مئی ۱۹۶۰ء

بحر متعارف مثنوی الارکان۔ فعولن فعولن فعولن فعولن

میسر ہوئی جن کو صحبت نبی کی
شریعت نبی کی طریقت نبی کی
علی سے یہ کہتی ہے ہجرت نبی کی
ہے کوئین کے رخ پہ غارے کی صورت
ولایت نبوت کا ہے جزو اعظم
نبی جانتے ہیں خدا کی حقیقت
محمد ہیں سارے نبیوں کے خاتم
ہیں ہجرت کی شب بستر مصطفیٰ

علی ہے انھیں خود دولت نبی کی
ہے دو توجہاں پر حکومت نبی کی
مکمل مشیت ہے حکمت نبی کی
صباحت نبی کی ملاحت نبی کی
علی کو ملی ہے امانت نبی کی
خدا جانتا ہے حقیقت نبی کی
یہ کہتی ہے مہر نبوت نبی کی
علی ہے علی کو نیابت نبی کی

ہوے قدر غیب و شہود ایک عاجب
کچھ مرستہ دل پہ صورت نبی کی

محل نعت شریف قدر ادب یاد حکمران آبادی ہجوم منعقدہ ۳ اکتوبر ۱۹۶۰ء

بحر نہج مثنوی الارکان۔ مفاعیلین مفاعیلین مفاعیلین

جو ہر اک شے میں ہے اُس جلوہ گر کی یاد آتی ہے
خدا کے فضل سے خیر البشر کی یاد آتی ہے

مری آنکھوں سے آنسو منزلِ دامن پر آتے ہیں

وطن میں جب مدینے کے سفر کی یاد آتی ہے

جو ہم قرآن میں وائیل اور وائفہ پڑھتے ہیں

محمدؐ آپ کے شام و سحر کی یاد آتی ہے

بہ فضلِ حق کم از کم پانچ بار اپنی نمازوں میں

سکھایا جس نے سجدہ اُس کے در کی یاد آتی ہے

تصرف ہے یقیناً یہ نبوت کی نگاہوں کا

عجم میں جو عرب کے دیدہ ور کی یاد آتی ہے

ذبیحے کا خیال آتے ہی اسماعیلؑ کے فوراً

محمدؐ آپ کے نورِ منظر کی یاد آتی ہے

ابھی تک معجزہ جاری ہے انگشتِ محمدؐ کا

قمر کو دیکھ کر شقِ القمر کی یاد آتی ہے

کسی کو اپنے گھر میں یاد آتی ہے مدینے کی

مدینے میں کسی کو اپنے گھر کی یاد آتی ہے

کوئی اے قدرِ نامِ شبِرو شبیر لیتے ہی

محمدؐ مصطفیٰؐ کے دلِ جگر کی یاد آتی ہے

خام